لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ : چہار شنبہ ۴ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 3, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ ـ ۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ٤ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۳

Calcutta: Wednesday, December 3, 1913.

فہرس

شذرات (صدا بہ صحرا - فتنہ اجودھیا) ۲

مقالۂ افتتاحیہ (حزب اللہ) ٥

مذاکرۂ علمیہ (تقدم علوم و معارف) ۹

مقالات (تاریخ اسلام اور بحریات) ۳

اسئلۃ و اجوبتہا (طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین) ۱۳

(جلسۂ کانپور ۳۰ - اکتوبر اور طوائفوں کی شرکت) ۱٥

المراسلۃ و المناظرہ (اتفاق کی ضرورت) ۱۷

مراسلات (مصالحۃ مسئلہ اسلامیہ کانپور - ۳) ۱۹

تصاویر

کپتان روف بک کی تازہ ترین تصویر (لوح)

مسٹر گاندھی ۱

مسٹر ربندرو ناتھہ ٹگور ۳

سنہ ۱۹۱۲ء کی ایک مفید ترین ایجاد ۱۰

سلطان محمد فاتح کی زرنگار کشتی ۱۱

جہاز - کوئن وکٹوریا ۱۲

مشہور جہاز وائر نو ۱۲

اخر الانباء

جنوبی افریقہ

ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں ہمدردی کے جلسے منعقد ہوچکے ہیں اور زر اعانت کی فہرستیں کھل گئی ہیں - کلکتہ میں کل سہ پہر کو ہندو مسلمانوں کا مشترک جلسہ ٹون ہال میں منعقد ہوگا -

۲۹ - نومبر کو بمبئی میں ہندوستانی خواتین کا ایک قائم مقام جلسہ ٹون ہال میں منعقد ہوا - مشہور پیٹیٹ خاندان کی لیڈی ڈنشا صدر مجلس تھیں - جلسے نے ویسراے اور سکریٹری اف اسٹیٹ کی مداخلت پر زور دیا اور نہایت سخت اور پر زور الفاظ میں تجاویز منظور کی گئیں -

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو جنوبی افریقہ سے آے ہوے مراسلے دفتر مستعمرات کو یقین دلاتے ہیں کہ سختی اور جبر کی شکایتیں صحیح نہیں - دوسری طرف واقعات و روایات کا سلسلہ بغیر کسی توقف کے اپنی ابتدائی سرعت کے ساتھہ جاری ہے -

۳۰ - نومبر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سزاے تازیانہ کے متعلق لوگ حلفیہ گواہی دے رہے ہیں - ایک ہندوستانی شخص نے حلفیہ بیان لکھوایا ہے کہ سات آٹھہ ہندوستانیوں کو کام چھوڑ دینے کی وجہ سے انتہاے سختی کے ساتھہ مارا گیا - مارنے میں لاٹھیاں استعمال کی گئی تھیں - پانچ ہندوستانی اس صدمہ سے بے ہوش ہوگئے - اس عالم میں بھی انہیں قید کرلیا گیا !

رئیس الاحرار مسٹر گاندھی

جو جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حقوق کی ۲۰ - برس سے قیادت کر رہے ہیں !

گرفتاریاں بھی برابر جاری ہیں - پولیس نے ۳٦٥ املوزی وادی میں اور ۱۰۰ - زولو لینڈ میں ہندوستانی گرفتار کیے ہیں - گرے ٹاؤن میں بھی ہندوستانیوں نے ہڑتال کردی ہے -

ہز ایکسلنسی ویسراے کے پرائیوٹ سکریٹری بالکی پور سے مندرجہ ذیل تار برقی بھیجتے ہیں

" رائٹ ریبل سار گورنس اف کرزن (دربو ہند) آج روز شنبہ یکم دسمبر ہندوستانیوں کے ایک وفد کو بار یابی دے رہے ہیں - وفد میں سر مان چرجی بھاؤ نگری اور مسٹر امیر علی ہونگے - اسکا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانیان افریقہ کے متعلق اپنی معروضات پیش کرے "

اس سے پہلے آل انڈیا ساؤتھہ افریقہ لیگ نے اطلاع دی تھی کہ لندن میں ایک وفد لارڈ کریو کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کرنا چاہتا ہے اور انہوں نے منظور بھی کرلیا ہے - اب اس تار برقی سے معلوم ہوا کہ یکم دسمبر کو وہ وفد پیش ہوگیا -

لارڈ کریو نے ہندوستانی وفد کا جواب دیتے ہوے نہایت ہمدردی ظاہر کی - ٹیکس کو قابل اعتراض قرار دیا اور باضابطہ تحقیقات پر زور دیا - انہوں نے اس معاملہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوے کہا کہ انڈیا آفس اور دفتر مستعمرات ، دونوں کامل غور و فکر میں مشغول ہیں -

تعدد ازدواج کے متعلق کہا کہ ہندوستانیوں نے ہرگز یہ خواہش نہیں کی تھی کہ اس طریقۂ نکاح کو مروج کیا جاے بلکہ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ وہ قومیں جن میں یہ مروج ہے ، گورنمنٹ جنوبی افریقہ کی توجہ سے محروم نہ رہیں - وہ تعجب کرتے ہیں کہ کیوں غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - مسٹر اسمٹ بذات خود تحقیقات کی غرض سے نتال گئے ہیں -

ڈیلی گرافک نے سر منچرجی رئیس الوفد کے اس راے کی زور سے تائید کی ہے کہ ہندوستانیوں کے حقوق بحیثیت سلطنت برطانیہ کی رعایا ہونے کے قابل لحاظ ہیں اور یہ مسئلہ ایک خارجی آبادی سے تعلق نہیں رکھتا ، بلکہ امپیریل گورنمنٹ پر اسکا اثر پڑتا ہے -

دیگر اخبارات نے بھی کم و بیش تائید کی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام کم از کم اب اتنا تو سمجھہ گئے ہیں کہ ہندوستانیوں پر بھی ظلم و سختی کرنا قابل پرسش ہوسکتا ہے اور یہ کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسکا اعلان کیا جاے ، بلکہ اس کا چھپانا ظاہر کرنے سے بہتر ہے -

چنانچہ ۳۰ نومبر کی تار برقی کے آخر میں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ وحشیانہ سزاؤں کے خلاف شہادتیں طیار کی گئی ہیں -

شذرات

صدا بہ صحرا

(۱) آپنے کبھي اس پر بھي غور کیا ہے کہ الہلال کي ضخامت ابتدا میں صرف ۱۶ صفحہ کي تھي - احباب کرام نے بارھا اصرار کیا تھا کہ قیمت ڈیوڑھي کردي جاے لیکن ضخامت میں ضرور اضافہ ہو -

لیکن اسکے بعد بغیر اعلان، بغیر طلب مزد و خواهش تحسین' خود هي چار صفحے بالالتزام بڑھا دیے گیے اور ضخامت ۱۶ - کي جگہ ۲۰ صفحہ کي ہو گئي -

(۲) اسپر بھي اکتفا نہ کي گئي' کیونکہ مضامین کي قلت کا صدمہ معاونین الہلال کو شاید هي اسقدر ہو سکتا ہے' جسقدر کہ خود اس عاجز کو هوتا ہے - پس اکثر ایسا هوتا ہے کہ چار صفحے یا آٹھہ صفحے اور بڑھا دیے جاتے هیں اور اس طرح اوسط نکالا جاے تو عملاً الہلال ۲۰ - صفحہ سے بھي زیادہ کي ضخامت میں نکلتا ہے -

(۳) ابتدا میں صرف ایک مرتبہ غازي انور بے کي تصویر علحدہ آرٹ پیپر پر نکلي تھي اور لوگوں نے خواهش کي تھي کہ قیمت بڑھا دي جاے لیکن علحدہ صفحات پر تصاویر ضرور نکلیں - کیونکہ تصویروں کي خوبي زیادہ بہتر کاغذ اور زیادہ قیمتي سیاهي نیز هاف ٹون مشینوں کي چھپائي پر منحصر -

لیکن بغیر قیمت کے اضافہ کے خود هي اسکا سلسلہ شروع کیا گیا - یہاں تک کہ اکثر پرچوں میں دو دو اور چار چار صفحوں کي تصویریں نکلیں اور بہت کم نمبر ایسے نکلے هیں - جنمیں صفحات خاص نہیں هیں -

(۴) کاغذ اور سیاهي بھي پہلي اور دوسري ششماهي سے زیادہ قیمت کي استعمال کي جاتي ہے - اور چونکہ اسدرجہ صاف اور درخشاں سیاهي هر وقت یہاں میسر نہیں آسکتي - بڑي بڑي دکانیں عین وقت پر انکار کردیتي هیں' اسلیے خاص آرڈر دیکر اسکا انتظام کیا گیا ہے -

(۵) ٹائپ کي چھپائي میں سب سے زیادہ مقدم اور اهم مسئلہ ٹائپ کي حداثت و قدامت کا ہے - یعني ٹائپ کي عمر بہت تھوڑي هوتي ہے اور نئے ٹائپ کي اب و تاب' خوش سوادي' جوڑوں کا اتصال' دوائر کي خوبصورتي' زیادہ عرصے تک قائم نہیں رهتي -

اگر خوبي و خوش نمائي سے درگذر کر لیا جاے جیسا کہ بڑے بڑے انگریزي پریسوں میں بھي هوتا ہے تو جب تک ٹائپ علي گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا سا ٹائپ نہو جاے' بلا تکلف کام دیسکتا ہے - اور اگر درمیان میں زیادہ گھسے ہوے حروف بدلتے جائیں تو ایک عرصے تک صاف اور ما یقرء بھي رهسکتا ہے -

الہلال کا ٹائپ عمدہ ٹائپ ہے - اگر وہ دو تین سال تک بھي نہ بدلا جاے' جب بھي کم از کم علي گڈہ گزٹ کا سا تو نہوگا -

تاهم دو چار حرفوں اور دائروں کو بھي گھسا ہوا پاتا هوں تو میري آنکھیں دکھنے لگتي هیں اور دل ملامت کرتا ہے کہ قارئین الہلال کے ساتھہ انصاف نہیں کرتا - اسي کا نتیجہ ہے کہ آغاز اشاعت سے ابتک کہ ڈیڑہ سال کا بھي زمانہ نہیں ہوا' دو مرتبہ ٹائپ بدلا جا چکا ہے اور ادھر کئي هفتوں سے پورا الہلال بالکل نئے ٹائپ میں نکل رہا ہے -

اس تبدیلي میں جسقدر نیا خرچ یک مشت گوارا کرنا پڑتا ہے' اسکي آپکو کچھہ خبر ہے ؟

کیا آپ اسے محسوس نہیں کرتے کہ اب الہلال کے صفحے صفائي و رونق اور درخشندگي و تاباني میں کس درجہ پچھلي حالت سے مختلف هیں ؟

میں نے الہلال کي پہلي اشاعت میں یہ شعر پڑھا تھا' اور همیشہ پڑھتا رهونگا :

گل فشانند بہ بستر همہ چوں عرفي و من
مشت خس چینم و بر بستر خواب اندازم

فتنۂ اجودھیا

۱۹ - ذي الحجہ کي اشاعت میں برادران اجودھیا کے ترک نماز عید کے متعلق چند کلمات لکھے تھے - انکي نسبت دو تحریریں پہنچي ہے -

ایک صاحب نے فیض اباد سے خط لکھا ہے اور اسپر بہت برهم هیں کہ ترک نماز عید پر میں نے کیوں ملامت کي ؟

لیکن افسوس ہے کہ خط گمنام ہے اور میں شاید ایسا خیال کرنے میں ضرور حق بجانب هوں کہ جو شخص کسي ایسے شخص کو جو بہ حیثیت ایک آزاد شهري هونے کے اپنے نام کے ساتھہ کام کر رہا هو' گمنام خط لکھے' وہ ایسا کر کے خود هي بتلا دیتا ہے کہ اسکے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاهیے ؟

گمنام خطوں کیلیے ردي کے ٹوکرے سے بہتر شاید اور کوئي جگہ نہیں' باستثناء اُس حالت کے کہ اُن میں کوئي مفید بات لکھي هو -

لیکن ایک دوسرے صاحب جو گو اپنا نام تو لکھتے هیں لیکن کسي نا معلوم خوف کي وجہ سے اسپر راضي نہیں کہ الہلال میں ظاهر کیا جاے' چند سوالات کرتے میں ضرور حق بجانب هیں - اگرچہ اخفاء نام کي خواهش سے بلا وجہ اپنے تئیں دلیل بھي کر رہے هیں -

وہ لکھتے هیں کہ " آپنے قرباني کي نسبت لکھدیا کہ ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں - قرباني بالاتفاق اسلام میں واجب ہے "

پھر لکھتے هیں کہ " البتہ نماز عید ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے اور امام اعظم کے مذهب میں واجب - آپنے اسے فرض لکھدیا " -

نیز یہ کہ " عید کي نماز کے ترک سے مسلمانان اجودھیا کا مقصود اظهار ناراضگي تھا جو ضروري تھا - لکھنؤ میں سنیوں پر سختي هوئي تو انھوں نے تعزیہ نکالنا بند کردیا - یہاں تک کہ صوبے کے حاکم کو کوششیں کرني پڑیں - کانپور کے لوگوں نے بھي غم و ملال میں عید کي نماز نہیں پڑھي - انکو تو آپنے برا بھلا نہیں کہا اور غم و غصہ طاري نہ ہوا - جب آپ جیسا عالم دین و مصلح دیني ایسي ٹھوکریں کھائیگا تو پھر اوروں سے کیا توقع ؟ " وغیرہ وغیرہ

میں ترتیب وار عرض کرونگا :

(۱) قرباني کي نسبت میں نے جو کچھہ لکھا وهي حقیقت ہے - براہ عنایت آپ کتب فقہ کي طرف رجوع کریں - میں نے اُس مضمون میں تو صرف یہ لکھا تھا کہ " امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے " مگر اب آپ اور متعجب هونگے جب سنیں گے کہ نہ صرف ائمۂ ثلاثہ هي کے نزدیک بلکہ صاحبین کے نزدیک بھي قرباني سنت ہے -

تعجب ہے کہ آپ نے بلاتفاق وجوب کیونکر لکھا ؟

بہر حال اس نوٹ میں مقصود قربانی کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ترک نماز عید کی بحث تھی ' اور اگر قربانی سنت بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چھوڑ دی جاے -

(۲) نماز عید کے متعلق بھی آپنے یہ صحیح نہیں لکھا کہ " ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے " بہتر ہے کہ اسے تحقیق کرکے لکھتے - نماز عیدین حضرۃ امام ابو حنیفہ کے اجتہاد میں واجب ہے - امام احمد (رح) کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت مقیم نے ادا کر لیا تو فرض ادا ہو گیا مگر ہے فرض' اور یہی مذہب قوی ہے -

البتہ امام مالک و شافعی کہتے ہیں کہ سنت ہے -

بہر حال میرے کہنے کا مقصد آپ نہ سمجھے - میرا مقصود یہ تھا کہ عید کے دن کے دو عمل مسلمانان اجودھیا کے سامنے تھے - قربانی اور نماز - پہلی چیز کو جبراً مجسٹریٹ نے روک دیا - پھر اسکا یہ علاج تو نہ تھا کہ ایک سنت یا واجب (اصطلاحی) کے اجباری ترک سے اُس عمل عظیم کو بھی عمداً ترک کر دیا جاے جسکی اصل صلوۃ الہی ہے ' اور جو اعظم ترین فرائض اسلامی اور ارکان و اساس شریعۃ حقہ میں سے ہے ؟ فرض سے مقصود خاص نماز عید نہ تھی بلکہ اصل نماز - قربانی کا اصل سنت یا واجب سے زیادہ نہیں - پھر اسکا ترک بھی عالم مجبوری میں ہے نہ کہ عمداً - اسکے مقابلے میں نماز و جماعت کو ترک کرنا کہ اصلاً ایک عظیم ترین فرض اسلامی ہے ' کسی طرح عند اللہ جوابدہی سے محفوظ نہیں رہسکتا -

تعجب ہے کہ اپنے عبارت پر غور نہیں فرمایا جو پوری طرح اس مطلب کو واضح کرتی ہے ؟ میں یہاں اُن سطور کو پھر نقل کر دیتا ہوں تا کہ آپکو زحمت رجوع نہو :

" پس اگر قربانی روک دی گئی تھی تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رہگئے تھے اور اسکی بھی انکے سر کوئی پرسش نہ تھی کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے - پھر ایک عمل سنت کے اجباری ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبودیت جھکانے سے کیوں باز رہے ؟ "

(۳) یا سبحان اللہ ! اظہار ناراضگی کا لے دیکے یہی ایک طریقہ رہگیا تھا کہ اگر مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے تو چلو ہم نماز بھی نہیں پڑھتے ؟

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اُس نے شدت کی ؟
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر؟
مگر گریبان کس کا تار تار ہوا ؟

پھر یہ کس شریعت کا حکم اور کس مذہب کی تعمیل ہے ؟ کیا اُس اسلام کی ' جسکے ایک عمل یعنی قربانی کے ترک کا یہ کچھ ماتم ہے ؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام کے احکام و اوامر کے حفظ کا یہ جوش کہ ترک قربانی پر ماتم کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اُسی اسلام کے دوسرے اقدم ترین حکم کی یہ صریح تذلیل و تحقیر بلکہ انکار و تمرد ' کہ اظہار ناراضگی کیلیے نماز عید کی جماعت ترک کر دی؟ یہی طریقہ حفظ احکام اسلامیہ و حمایت شعائر ملت کا ہے ؟ فہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین !

ترجو النجات و لم تسلک مسالکہا
ان السفینۃ لم تجری علی الیبس!

اگر قربانی کے روک دینے پر ہمیں اسلیے افسوس ہے کہ اسطرح ہمارے دینی اعمال کی بندش و مداخلت کا راستہ کھل جائیگا اور ایک نظیر قائم ہو جالگی ' تو ہزار ویل و صد ہزار افسوس اُن مسلمانان اجودھیا کی جہالت پر ' جنھوں نے اس سے بھی بڑھکر ایک مثال مشئوم قائم کردی کہ نماز عید مسلمانوں کیلیے کوی ضروری اور لازمی چیز نہیں ہے - اور وہ کسی سال ترک بھی کر دی جا سکتی ہے - نیز بہت سے مسلمان اس ترک پر ملامت کرنے اور امر بالمعروف کا فرض انجام دینے کی جگہ ترک کرنے والوں کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں اور ہر طرف سے اس عمل زشت و بد پر انہیں صداء تعریف و احسنت کا غلغلہ سنائی دیتا ہے !

بہت ممکن ہے کہ کل کو کسی مصلحت سیاسی کی بنا پر کسی شہر میں اجتماع نماز عید روک دیا جاے ' اور اگر اسکی نسبت کہا جاے کہ یہ مسلمانوں کا ایک فرض دینی ہے تو حکام مسلمانان اجودھیا کی نظیر اور تمام مسلمانان ہند کا اتفاق سامنے کرکے سبکدوش ہو جائیں ! !

فویل لہم ثم ویل لہم

افسوس ہے کہ نہ تو خود زمانے کے پاس دماغ ہے اور نہ کسی کے پاس دماغ دیکھنا پسند کرتے ہیں - ان نادانوں کو کون سمجھاے کہ لکھنے پڑھنے کیلیے قلم دوات کے علاوہ اور بھی چند چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے' اور عقل و دانائی ایک شے ہے جس کا ثبوت مانگنے کا ہمیں ہر مدعی انسانیت سے حق حاصل ہے -

یہ کیسی بد بختی ہے کہ اجودھیا کے مسلمانوں نے یہ نادانی کی اور پھر فیض آباد کے لوگوں نے بکمال فخر و بہ لہجۂ تحسین خواہ تار برقیاں بھیجکر خود ہی اسکی تشہیر بھی کرائی' لیکن تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کسی مدعی اسلام کی زبان سے صدا نہ اٹھی کہ قربانی کے روک دینے سے نماز عید کو ترک کرنا ایک بد ترین مثال ہے اور شرعاً مستوجب نفریں' اور پھر اگر ایک شخص سے صبر نہوسکا تو اسکو ترک نماز پر ناراض ہونے کے جرم میں ملامت کی جاتی ہے ؟

سچ یہ ہے کہ نماز کی ان لوگوں کی نظروں میں وقعت ہی کب باقی رہی ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کسی کو رنج و ملال ہو - عملاً تو ترک ہی ہے - عیدین کی نماز ایک میلہ کی صورت میں ضرور لوگوں کو جمع کر لیا کرتی تھی - آج سے اسکا بھی خاتمہ ہوگیا کیونکہ اجودھیا میں مجسٹریٹ نے قربانی روک دی ہے ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

حال میں نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب نے ایک خط نواب وقار الملک کے نام شائع کیا ہے - اُس خط کے عام مطالب اور لا حاصل ماؤ شما سے تو مجھے کوئی تعلق نہیں - البتہ انکا ایک جملہ مجھے بہت ہی پسند آیا اور میں اُسے پڑھکر نہایت خوش ہوا - انہوں نے لکھا ہے کہ آجکل اگر کوئی شخص عام خیالات کے خلاف کوئی بات کہدیتا ہے تو لوگ اسکے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قوم فروش ہے - لیکن ہزار ہا مسلمان ہیں جو صریح احکام اسلامیہ کی عملاً توہین کر رہے ہیں مگر نہ تو کوئی اُنہیں ملامت کرتا ہے اور نہ اسپر کسی طرح کی نکتہ چینی کی جاتی ہے -

خدا تعالی جزاے خیر دے جناب نواب صاحب کو کہ انہوں نے یہ لکھکر میرے دل کو نہایت مسرور کیا - میں کہتا ہوں کہ اسمیں

کچهه شک نہیں که حفظ مصالح ملت و حریت قوم و جماعت از روے احکام شریعت فرض دیني ہے اور خدا تعالی نے الہلال کو سب سے پہلے اس امر کے اعلان و اشاعت کي توفیق دي ' لیکن اسکے دو معني هیں که چند سیاسي مسائل کي نسبت تو اسقدر هنگامه و غلغله بپا کیا جاتا ہے ' مگر فرائض و ارکان دیني کي صریح توهین و تحقیر اور عمداً تساهل و تغافل پر (که في الحقیقت عملي الحاد ہے) کسي کي غیرت ملي اور رگ جهاد حقوق قومي متحرک نہیں هوتي' اور کوئي بهي خدا کي بخشي هوئي زبان سے اسکي شریعت کے عمل و پابندي کي راه میں کام لینا نہیں چاهتا ؟

اسکا ایک نہایت درد انگیز ثبوت یہي اجودهیا کا معامله ہے - یه کیسي رونے کي بات ہے که تقریباً تمام مسلمان اخبارات نے اس واقعه پر بحث کي مگر کسي کو بهي خدا سے شرم نه آئي که ترک نماز عید پر بهي دو ایک لفظ لکهدیے - سچ یه ہے که کسي کو اسکا حس بهي نه هوا هوگا !

(٥) آپنے کانپور کے مسلمانوں کي نسبت لکها ہے' مگر جہاں تک میں سمجهتا هوں' نماز عید کا حکم رسول الله صلی الله علیه وسلم کے عمل پر مبني ہے - کانپور کے مسلمانوں پر نہیں - ممکن ہے که ایسا سمجهنے میں میں غلطي پر هوں - رها یه که میں نے مسلمانان کانپور کو ترک نماز عید پر ملامت نه کي تو جس فعل کا مجهے علم نهو' اسپر پیشگي ملامت کرنے کي قدرت کہانسے لاؤں ؟

اگر کانپور کے مسلمانوں نے ایسا کیا تو اسي طرح انپر بهي هزار افسوس' جس طرح اجودهیا کے مسلمانوں پر' لیکن جہاں تک میرا حافظه اور علم کام دیتا ہے' میں آپکي روایت کو تسلیم نہیں کرسکتا - مسلمانان کانپور نے بیشک عید الفطر کي نماز عید گاه میں نہیں پڑهي تهي کیونکه نہایت شرارت کے ساتهه مشهور کیا گیا تها که هندو مسلمانوں میں فساد هوگا - لیکن آسکي جگه مسجدوں میں پڑهي تهي' اور عذر کي بنا پر مسجد میں نماز عید پڑهنا بالاتفاق جائز ہے - بلکه شوافع کے نزدیک تو بصورت وسعت مسجد' افضل و اولی' جیسا که کتب قوم میں به تصریح ظاهر کیا گیا ہے -

پس کجا نماز عید کو بالکل ترک کر دینا ' اور کجا عید گاه کي جگه مسجد میں پڑهنا ؟ افسوس ہے که آجکل غلط بیاني روایات میں اسقدر بڑهگئي ہے' گویا نعوذ با الله شریعت اسلامیه نے جهوٹ کو جائز کردیا -

آپ نے لکهنو کے تعزیه دار سنیوں کي مثال پیش کي ہے - اب اسکا جواب کیا دوں سوا اسکے که مسلمانوں کي حالت پر روؤں که کیوں انکا خدا آنسے روٹهه گیا ہے ؟ اور کیوں انکي عقلوں پر اسکے غضب نے قفل چڑها دیے هیں ؟ آپنے نماز عید کے ذکر میں لکهنؤ کي یه مثال دیدي' لیکن آپکو کیا معلوم که اسے پڑهکر میرے دل کا کیا حال هوا ؟ کاش خدا آپکو اتني دیر کیلیے پتهر کي صورت میں بدل دیتا جس وقت آپنے نماز عید کے ترک پر ترک تعزیه داري سے حجت لائي تهي ' تاکه یه سطریں آپکے قلم سے نه نکلتیں -

رها اصل واقعه تو افسوس که لوگ حریف شاطر کي چالوں کو نہیں سمجهتے اور اگر سمجهتے تو صورت حال مختلف هوتي - یه کیا بات ہے که جس جگه پچهلے سال حکام نے مسلمانوں کا ساتهه دیکر قرباني کرائي تهي ' آج وهیں حکماً بند کرا دي جاتي ہے ' اور کانپور کا معامله همارے سامنے ہے ؟

کیا اسکے سوا اور بهي کچهه مقصود هوسکتا ہے که دو قوموں کے اتحاد کي چند صدائیں جو اٹهنے لگي هیں ' خود اپنا هاتهه درمیان میں ڈالکر آسے اس طرح روک دیا جاے که پهر از سر نو پوري قوت سے یه مسئله چهڑ جاے ؟

هندو مسلمانوں کي نا اتفاقي کي شاخیں هم پر پهیلي هوئي هیں ' لیکن اسکا بیج کسي دوسري هي جگهه ہے ' اور قرباني کا مسئله اسکے لیے ایک بہترین آله حکام کے هاتهه آگیا ہے -

شاعر هند

مسٹر ربندرو ناتهه ٹگور

جنهیں حال میں ایک لاکهه بیس هزار روپیه کا نوبل پرائز دیا گیا ہے - مسٹر موصوف کي اصل شاعري بنگله زبان میں ہے جس کا ترجمه خود انهوں نے انگریزي میں شائع کیا اور تمام ارباب کمال کو مسخر کر لیا -

زر اعانۂ " شهداء کانپور "

اعلی الله مقامهم

اخباروں میں یه بحث چهڑ گئي تهي که جو روپیه مسئلۂ مسجد کانپور کے متعلق جمع هوا ہے ' اب که مقدمات باقي نه رہے ' انکا مصرف کیا هو گا ؟

لیکن مجهے تحقیق کرنے سے معلوم هوا که حادثۂ ٣ - اگست کے متعلق جن عورتوں اور بچوں کي اعانت ضروري ہے جو اس روپیه کا اصل مقصود تها ' انکي تعداد اور ضروریات کے لحاظ سے دو سو روپیه ماهوار کي مستقل آمدني درکار ہے - پس جسقدر روپیه جمع هوا ہے ' آسے ایک ملي بیت المال کي صورت میں محفوظ رکهنا چاهیے اور کوئي عمده طریقه ایسا اختیار کرنا چاهیے که صرف اسکي آمدني سے یتیموں اور بیوه عورتوں کي مدد هوتي رهي -

الہلال کي فهرست میں ابتک جس قدر روپیه جمع هوا ہے ' اسکا میزان کل مع بقیه فهرست شرکاء اعانت آئنده اشاعت میں درج کردیا جائگا - اب یه فهرست الہلال میں بند کي جاتي ہے -

الهلال کي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الہلال پہلا رساله ہے ' جو باوجود هفته وار هونے کے ' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا ہے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو درخواست بهیجیے

الهلال

٤ محرم الحرام

ذلک یوعظ به ، من کان منکم یومن بالله والیوم الاخر !

" الا ، ان حزب الله هم الغالبون ! "

١٣٣٠ ھج

خاتمۂ سخن و آغاز عمل

(٢)

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف و النا هون عن المنکر و الحافظون لحدود الله ، و بشر المومنین (٩ : ١١٣)

وہ ، جو توبہ کرنے والے ھیں ، اللہ کے عبادت گذار ھیں ، اُس کي حمد و ثنا ھمیشہ ورد زباں رکھتے ھیں ، اسکي راہ میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر سفر کرتے ھیں ، اسکے آگے رکوع و سجود میں مشغول رھتے ھیں ، نیک کاموں کا حکم دیتے ھیں ، برائیوں سے روکنے والے ھیں ، اور سب سے آخر یہ کہ اللہ نے جو حدود قائم کردیے ھیں ، اُن سب کے محافظ ھیں ، تو ایسے مومنوں کو دین و دنیا کي فتح یابیوں کي خوشخبري سنا دو ! !

غیر من درپس این پردۂ سخن سازے ھست * راز در دل نتوان داشت کہ غمازے ھست
زخم کا ریست ، صراحي و قدح بر چینید * نیم بسمل شدۂ بر سر پروازے ھست
بلبلاں رو زگلستاں بہ شبستاں آرند * کہ درین کنج قفس زمزمہ پردازے ھست
عشق بازیم بہ معشوق مزاجي انداخت * زان نیازیم کہ با اوست ، بخود نازے ھست
گو کہ این صف شکناں قصد ضعیفاں نکنند * کہ دریں قافلہ گاھے قدر اندازے ھست
تو مپندار کہ ایں قصہ بخود می گویم * گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ھست

مي نظیري نرسیدست کہ امروز رود
صحبتے را بود انجام کہ آغازے ھست !

(ظھر الفساد في البر و البحر)

آج دنیا پھر تاریک ھے - وہ روشني کیلیے پھر تشنہ ھے - وہ پھر سو گئي ھے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا ، اور پھر اُسے بھول گئي ھے جس کي تلاش میں بار بار نکلي تھي - اسکا وہ پرانا دکھہ جسکے علاج کیلیے خدا کے رسولوں نے آہ و زاري کي ، اور جس کو چھٹي صدي عیسوي میں اللہ کے ھاتھوں سے آخري مرھم نصیب ھوا ، آج پھر تازہ ھو گیا ھے -

جو تاریکي چھٹي صدي عیسوي میں جہالت نے پھیلائي تھي جبکہ اسلام کا ظھور ھوا تھا ، ویسي ھي تاریکي آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رھي ھے جبکہ اسلام اپني غربۃ اولی میں مبتلا ھے - اگر اُس زمانے میں دنیا کي سب سے بڑي تاریکي بت پرستي تھي تو اُس کي جگہ آج ھر طرف نفس پرستي چھا گئي ھے - پہلے انسان پتھر کے بتوں کو پوجتا تھا - اب خود اپنے تئیں پوجتا ھے ، خدا کي پرستش اس وقت بھي نہ تھي اور اُس کے پوجنے والے آج بھي نہیں ھیں !

دنیا کي وہ کونسي پراني بیماري ھے جو آج پھر عود نہیں کر آئي ھے ؟ جبکہ وہ بیمار تھي تو کیا اُس کي حالت ایسي ھي نہ تھي جیسي کہ آج ھے ؟ پہلے وہ پتھر کي چٹان پر بیماري کي کروٹیں بدلتي ھوگي ، اب چاندي اور سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراھتي ھے ، لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کي حالت نہیں بدل سکتي -

جنسي اور نسلي تعصبات کمزوروں طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحہ بنائے ھوے ھیں - ضعف اور کمزوري سے بڑھکر قوموں اور ملکوں کیلیے کوئي جرم نہیں - ھر قوم جو طاقت رکھتي ھے ، خدا کي تمام دنیا کو صرف اپنے ھي لیے سمجھتي ھے اور اسکے کمزور بندوں کیلیے عدالت کے ایک جج کي طرح موت کا فتوی صادر کرنے میں بالکل بے باک ھے - حق اور عدالۃ کے الفاظ لفظاً جسقدر زیادہ دھرائے جا رھے ھیں ، معناً اِتنے ھي متروک ھو گئے ھیں اور نوع انساني کي مساوات و امینت کي حقیقت ، قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال ھے !

انسان لہو و لعب حیات اور غرور زخارف دنیوي کے نشے سے شاید هي کبھي اس درجه بد مست هوا هوگا ' جیسا که اِس وقت هو رها هے - اسکي معصیة پرستي قدیمي هے اور شیطان اُسي وقت سے موجود هے جس وقت سے که انسان هے ' تاهم معصیت کي حکومت اتني جابر و قاهر کبھي بھي نه هوئي تھي ' اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبدبے سے کبھي بھي زمین کي سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا جیسا که اب قائم و مسلط هے -

یه سب کچھه جہالت کے سایے میں نہیں هو رها بلکه علم و مدنیة کے گھمنڈ میں - بیماري وهي هے جس نے خاک و گرد پر دنیا کو لوٹایا تھا ' البته اب وه سنہري پلنگ پر لیٹ گئي هے اور موتیوں کي مسہري کے پردے چار طرف گرا دیے گئے هیں -

ایسا هونا ضرور هے - کیونکه چشمه خشک هوگیا هے اور وه نالیاں مٹي سے بھر گئي هیں جنکي آب پاشي سے خدا پرستي کا چمن شاداب رهتا تھا - دنیا کي هر چیز نمک سے نمکین بنائي جاتي هے ' پر اگر نمک کا مزه پھیکا هو جاے تو وه کس چیز سے نمکین کیا جائیگا ؟ (متي - ٥ : ١٣)

جو قوم تمام دنیا کي اصلاح کیلیے آئي تھي ' اگر وه خود هي اصلاح کي محتاج هو جاے تو پھر کون هے جو دنیا کي اصلاح کریگا ؟ خدا همیشه اس کام کیلیے اپني جماعت دنیا میں بھیجتا هے اور خدا نے مسلمانوں هي کو حزب الله یعنے اپني جماعت قرار دیا تھا - پھر اگر وهي حزب الشیاطین کا ساتھه دینے لگیں تو الله کے پاس جانے والے کن کو ڈھونڈھیں ؟

پس آج وقت آگیا هے که اسلام پھر ایک مرتبه اپنے اُس فرض کو دهراے جو وه ایک بار انجام دیچکا هے ' اور مسلمان اپني اصلاح خود اپنے لیے نہیں ' بلکه دوسروں کیلیے کریں ' تاکه اُنکي درستگي سے تمام عالم درست هو ' اور چشمے کي رواني سے تمام کھیت سرسبز هو جاے -

اسلام کا مشن ابھي ختم نہیں هوا هے - دنیا جسقدر اسکي تعلیم کي اُس وقت محتاج تھي ' جبکه چھٹي صدي عیسوي میں اُس نے جزیرہ نماے عرب سے اپني صورت دکھلائي تھي ' اس سے کہیں زیادہ آج بھي اُسکے کاموں کي محتاج هے - اسکو اپنے امن و نظام کیلیے ' اپني عدالة و صداقت کے قیام کیلیے ' اپني سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلیے ' اپني صلح عام اور امنیت عمومي کے ظہور کیلیے ' اصلاح انسانیة اور استیصال سبعیت و همجیت کیلیے ' اور سب سے آخر یه که خدا کے ٹوٹے هوے رشتے کو پھر جوڑنے کیلیے صرف اسلام هي کي ضرورت هے اور صرف اسلام کي - اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز هوگئے هوں مگر دنیا ابھي بے نیاز نہیں هوسکتي !

(امـــة وسطاً)

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالي هوگا ' وه کمرے کو گرم نہیں کرسکتا - اسکے لیے ضروري هے که مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلي کریں - کیونکه انکي تبدیلي پر تمام عالم کي تبدیلي موقوف هے -

اسکے لیے رسمي انجمنوں کا قائم کرنا بیکار هوگا اور روپیه کي فراهمي سے دلوں کي جمعیت ممکن نہیں - اسکے لیے وه تمام طریقے بھي بیکار هونگے ' جنکا بلند سے بلند نمونه آجکل کے کام پیش کرسکتے هیں - عمده مقاصد کے اعلان سے عمده نتائج نہیں حاصل هو جاتے - اگر صرف مفید تعلیمات و مواعظ کا دهرا دینا هي کسي قوم میں تبدیلي پیدا کرسکتا هے تو یه پیشتر هي سے اسقدر موجود هے که اب اسکے لیے کسي نئي جماعت کي ضرورت نہیں - اصول معلوم هیں اور تعلیمات چھپے هوے راز نہیں هیں - ضرورت صرف اسکي هے که انهي اصولوں اور تعلیموں کے ما تحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلي پیدا هو -

(اذهـبـوا فـتحسسوا !)

اسکا وسیله ایک هي هے جیسا که همیشه رها هے - یعنے ضرورت هے که جس کو دنیا نے همیشه ڈھونڈھا هے ' اسي کي تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے ' جس پاني کے لیے وه همیشه پیاسي هوئي هے اسي کے لیے پھر آواره گردي کرے ' جس مقصود کي تڑپ میں همیشه مضطر رهي هے ' اسي کو پھر پکارے - یعني عشاق الہي کي ایک ایسي جماعت اکٹھي هو ' جو صرف خدا کیلیے هو اور انسانوں میں رهکر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کرلے که :

ترک همه گیر و آشناے همه باش !

بارجود اعلان ختم سخن ' ١٩ - ذي الحجة کي اشاعت میں میں نے پچھلي صحبتوں کي بہت سي باتیں دهرائیں اور بہت سي نئي باتیں بھي کہیں - یه اسلیے تھا ' تاکه اس نقطۂ کار کو تمہارے ذهن نشین کرسکوں که جب تک اصلاح عالم کے اُن الہي سلسلوں کے ماتحت هم ایک جماعت پیدا نه کرینگے ' جو دنیا میں همیشه تاریکیوں اور گمراهیوں کے انتہائي دوروں میں ظاهر هوے هیں ' اور جب تک هماري کوششیں انساني جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگه خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نه کرینگي ' اُس وقت تک هم کچھه نہیں کرسکتے - نه همارا وجود خود اپنے لیے مفید هوسکتا هے ' نه دنیا کیلیے -

اب غور کرو که پچھلي صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف شاره کرچکا هوں ؟ میں نے کہا که دنیا نے اپنے هر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک هي مقصود کو ڈھونڈھا هے ' پس میں کہتا هوں که آج بھي اُسي کو ڈھونڈھو - میں نے کہا که اس تلاش و جستجو کي آخري پکار وه تھي جو داعي اسلام (علیه الصلوة والسلام) نے دنیا کي آخري فراموشي و غفلت کے وقت بلند کي ' پس میں کہتا هوں که آج بھي اُسي صدا کو بلند کرو - میں نے کہا که اصلاح و دعوة کي پہلي بنیاد جماعت اور اسکا عملي نمونه هے ' پس میں کہتا هوں که آج بھي " جماعت " اور " نمونه " کے سوا کوئي شے مطلوب نہیں - میں نے کہا که اسلام نے صحابۂ کرام کي ایک جماعت پیدا کي جنکا هر فرد اپنے اندر دعوة اسلامي کا ایک عملي نمونه رکھتا تھا اور وهي نمونه تھا جس کا ایک هي نظاره ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کیلیے کافي تھا ' پس میں آج بھي اُن سب سے جو دل اور آنکھه رکھتے هیں اور جنکي آنکھیں اشکبار هونا اور جنکے دل خونچکاں هونا جانتے هیں ' عاجزي کر کے اور گڑگڑا کے یہي کہتا هوں که اپنے اندر نمونه پیدا کرو -

هاں ' میں نے کہا تھا که انساني دلوں کي تبدیلي ' انساني صداؤں سے نہیں هوسکتي ' اسکے لیے ضرورت هے که اپني زبان کے اندر سے خدا کي آواز بلند کرو - لیکن خدا کو تم کیوں کر پاؤگے جب وه اُس قدوس و قدیم کیلیے تمہارے پاس گھر هي نہیں هے ؟ اُس محبوب و مطلوب کو کہاں بٹھاؤگے ' جبکه تمہارے پہلو میں اسکے بسنے کیلیے کوئي اجڑا هوا دل هي نہیں هے ؟

معمورۂ دلے اگرت هست ' باز گوے
کین جا سخن به ملک فریدوں نمي رود

اسکے قدوم حسن سے صرف وهي دل رونق پاسکتے هیں جو اسکي

محبت میں ویراں ہوچکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کی اطاعت اور خود فروشانہ بندگی ہے :

ان المحب لمن یحب یطیع !

(حــزب اللــہ)

پس اُن تمام راستباز روحوں کیلیے جو دین الہی کی غربت پر کڑھتی اور روتی ہیں ' اُن تمام مومن و مسلم دلوں کیلیے جو حق کی مظلومی اور امنیت و عدالت کی بے بسی کو دیکھکر غمگیں ہیں ' اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کیلیے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاہتے ؛ " حزب اللہ " کی دعوۃ ایک پیــام الہی ہے ' جو خدا کے برگذیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماتحت چــاہتی ہے کہ راستبازی اور صادق العملی کے ساتھہ ' مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کی ایک جماعت پیدا ہو ' جو اپنے تئیں " حزب اللہ " یعنے مومنین صادقین کہلانے کی اہل و مستحق ثابت کرے - اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کیلیے اُسی طرح چن لیــگا ' جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے ' اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جالیگی جو مامورین الہی کے متبعین کو فنــاء اتباع و اطاعت کے وسیلــہ سے حاصل ہوتی ہے ' اور جس کو لسان الہی نے مقــام " معیتــ " سے تعبیر کیا ہے - جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا :

(۱) محمد رسول اللہ ' و الذین " معہم "

(۲) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین " معہ "

(۳) من یطع اللہ و الرسول ' فاولئک " مع " الذین انعــم اللہ علیھــم من النبیین والصدیقین والشھــداء والصــالحین ' وحسن اولئک رفیقــا -

(۴) کونوا " مع " الصادقین (۱)

پس جیسا کہ تیسری آیت سے ظاہر ہے ' جو لوگ جماعــۃ (التی انعم اللہ علیہا) کی اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیا و شہدا ' اور صدیقین و صالحین کے مقامات الہیہ سے نسبت " معیت " حاصل کرلیں گے ' وہ اُن تمام انوار الہیہ اور برکات ربانیہ کا مورد و مہبط ہونگے ' جو انبیاؤ صدیقین کیلیے مخصوص ہیں ' اور من جملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑی برکت ' دعوۃ و اصلاح کی فتح مندی اور تغیرات ممالــک و امم ہے -

امتوں کی اصلاح کرنا ' خدا سے اسکے غافل بندوں کو ملا دینا ' اعتقاد و اعمال کے عالم کو یکسر پلٹ دینا ' نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا ' پھر نتیجہ کی ناکامی سے بے خطر ' اور تمام قواء مادیۂ و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رہنا ' اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور روحوں کی سر زمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کردیتی ہیں ' وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اسکے بھیجے ہوے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں - محض انسانی دماغ سے اُٹھے ہوے جوش اور انسان کے گڑھے ہوے چند جماعتی کھلونے خدا کے اِن کاموں کو انجام نہیں دیسکتے - اگر ایسا نہو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا تسخیر کنندہ بن جاے -

(شــروط کار)

لیکن ایسا ہــونے کیلیے ضــرور ہے کــہ کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھہ خدا کے چند مخلص بندے اسکے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الــگ کرلیں ' اور خدا اور اسکے سچے مومنوں میں عہد و میثاق اسلام کی ایک مرتبہ پھر تجدید ہو جاے - وہ گو ابھی عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگی میں پکے ہوں ' اور گو اسکی راہ میں غــم نہ اٹھا سکے ہوں پر اسکی یاد میں ضرور غمگین ہوں - کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکی تعداد زیادہ ہو - کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے ' اور ایک ہی سچے موتی کا ہار میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹکڑوں کا پورا ہار بنایا جاے - یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالــک ' اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور قیمتی پوشاکوں سے حسیں و شاندار ہوں - کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک و گرد ہی میں رہا ہے اور جہاں ویران دل مطلوب ہوں ' وہاں آباد و پر رونق جسموں کی ضرورت نہیں -

ہاں ' وہ جماعت خواہ تعداد میں کتنی ہی قلیل و اقل ' اور عزت و شوکت دنیوی کے اعتبار سے کیسی ہی ذلیل و اذل ہو ' پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو ' اتنا ہی اسکا باطن عزیز و جلیل ہو - اسکے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ ' پر دل نور صــداقت و حق پرستی سے تابندہ و درخشاں ہوں - اسکے جسم پر پھــٹے ہوے کپڑے ہوں مگر دوش ہمت پر تاج و تخت حکومت کی مکلل چادروں سے بھی بڑھکر قیمتی ردائیں پڑی ہوں - وہ پہاڑوں کی چٹانوں سے بڑھکر محکم ارادہ ' اور لوہے کے ستونوں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر اُٹھے ' اور بہ یک دفعہ و بہ یک دم ' محسوس کرے کہ اسکے پاس زندگی کی قوتوں میں سے جو کچھہ تھا ' وہ اب اسکا نہ رہا بلکہ اسلام اور خداے اسلام کے سپرد ہو گیا - اُسکی جان جو اُسے اتنی محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تــک بھی چھوڑ دی جاے جب بھی اُسکا جی نہ بھرے ' وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلیے بھی اُسے محبوب نہ رہی - وہ مال و دولت جس کے ایک حقیر سے حقیر حصے کی حفاظت کیلیے وہ بسا اوقات اپنی جان جیسی محبوب شے کی بھی پروا نہیں کرتا ' خود اپنی آنــکھوں سے دیکھہ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجاے تو خاک کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اُس میں کوئی فرق نہیں ہے - وہ اہل و عیال ' عزیز و اقارب ' جنــکی محبت کی زنجیریں اسکی رگ جاں سے بندھی ہوئی ہیں ' خود اُسکا دل اندر سے پکار اُٹھے کہ راہ حق میں انــکی بندش کچے تاگے کی قوت سے بھی کمزور ہے - اگر خدا تــک پہنچــنے کیلیے انــکو توڑنا ضروری ہو تو ایک ہی جھٹکے میں پارہ پارہ ہو سکتی ہیں :

آنــکس کہ ترا بخواست ' جاں را چــہ کند ؟
فرزنــد و عیــال و خــان و ماں را چــہ کند ؟
دیــوا نــہ کنی ہر دو جہا نــش بخــشی
دیــوا نــۂ تو ہــر دو جہاں را چــہ کند ؟

قل ان کان آباؤ کم و ابناؤ کم	" اگر تمہارے باپ ' تمہارے فرزند '
و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم	تمہارے بھائی ' تمہاری بیویاں '
و اموال اقــترفتموھا و تجارۃ	تمہارا خاندان ' تمہاری وہ دولت
تخشون کسا دھا ' و مسا کن	جو تم نے کمائی ہے ' وہ کار و بار
تــرضونھــا ؛ احب الیــکم	دنیوی جسکے نقصان کا تمہیں
من اللہ و رسولــہ ' فــتربصوا	ہر وقت اندیشہ لــگا رہتا ہے '
حتی یاتی اللہ با مرہ و اللہ	وہ مکان و جائداد جو تمہیں
لا یہــدی القوم الفاسقــین	نہایت محبوب ہیں ' غرضکہ یہ تمام
(۹ : ۲۴)	چیزیں اگر تمہیں اللــہ اور اسکے

رسول اور اسکی راہ میں صرف قوت کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ - یہاں تــک کہ اُسے جو کچھہ کرنا ہے کر گذرے - وہ اپنے کاموں کیلیے تمہارا محتاج نہیں ہے -

اور اُس کي هدايت انکے ليے نہيں هے جنکے اندر ايمان کے ايثار و قرباني کي جگهه ' فسق کي نفس پرستي بهري هوئي هے "

پس اگر يه سب کچهه تم کر سکے اور خدا کي راه ميں قرباني کے اُس جانور کي طرح زمين پر گر گئے ' جسکے ليے چهري تيز کي جا رهي هو ' تو ميں تم سے سچ سچ کہتا هوں که اس اسمان کے نيچے کوئي چيز بهي ايسي نہيں هے جو خدا کي راه ميں قربان هونے والوں کے حکم سے باهر هو - جن چيزوں کي آرزو ميں تم کڑهتے هو مگر تمهيں نہيں مليں ' جس عنقاے حريت کي تلاش ميں تم سرگرداں هو مگر هاتهه نہيں آتا ' جن مصائب قومي اور فلاکت ملي کے دور کرنے کيليے آه و واويلا مچاتے هو مگر جسقدر اسکي گرهيں کهولنا چاهتے هو ' اُتني هي وه اور سخت هوتي ' جاتي هيں ' يه سب چيزيں خود بخود تمهارے پاس آ جائيں گي ' بلکه حقيقت يه هے که اِن ذخارف کي کيا هستي هے ؟ وه مقصود و مطلوب اعلى ' جو تمهاري هستي کا اصلي نصب العين هے مگر جسے تم بهولے هوے هو ' وه بهي تمهيں خود ڈهونڈهے گا ' تا تمهارے سامنے نماياں هو ' اور تمهاري امانت تمهارے سپرد کر دے -

پهر تمهاري دعوت ايک تير هوگي جو دلوں کو نخچير کيے بغير نه رهيگي - تمهاري ايک گردش چشم هزاروں دلوں کو منقلب کرديگي - تمهارے ايک اشارهٔ ابرو پر لاکهوں روحيں زمين پر لوٹتي اور خاک پر تڑپتي هوئي تمهارے پيچهے روانه هوجائيں گي - تمهاري زبان سے جو کچهه نکلے گا ' الله کے فرشتے اُسے اپنے نوراني پروں پر اٹهاليں گے اور تم جب کبهي پکاروگے تو اثر و قبول کي ارواح سماويه تمهاري صداؤں کو اپني اغوش ميں لے ليں گي تا دلوں کي جگه زمين پر گر کر ضائع نهوں - اگر زمين کے بسنے والے تمهارا ساتهه دينے سے انکار کرديںگے تو يقين کرو که خدا اپنے ملائکهٔ مسومين اور کروبيان مقربين کو آ تاريگا ' تا وه تمهارے پيچهے پيچهے چليں - اور اگر انسانوں کے دل تمهاري صداقت اور حقانيت سے انکار کرينگے تو وه هوا کے پرندوں ' درياؤں کي موجوں ' پهاڑوں کي چوٹيوں ' اور درختوں کي ڈاليوں کو حکم ديگا که تمهاري سچائي اور راستبازي پر گواهي ديں - اور ميں تم سے سچ سچ ' آسمانوں اور زمينوں کے مالک کي قسم کهاکر کہتا هوں که جس طرح مجهے اپنے وجود کا يقين هے ' بالکل اسي طرح اسکا بهي يقين هے که حق اور راست بازي ميں وه قوت هے که اگر وه چاهے تو پهاڑوں کو اپني جگه سے هلا دے اور سمندروں کي موجوں پر اپنا تخت بچها دے -

عزيزان ملت ! جبکه تمهارے اعمال کے اندر قرآن کي روح جاري و ساري هوجائيگي ' تو پهر تم خدا کے کلام کے حامل هوگے اور خدا کا کلام بهت سے انساني دلوں کو جو گوشت کے ريشوں سے بنے هيں ' نرم نه کرسکے ' مگر پهاڑوں کي چٹانوں کو تو اپني جگهه سے هلا ديتا هے !

لو انزلنا هذا القران على جبل لرايته خاشعاً متصدعاً من خشية الله ' و تلک الامثال نضربها للناس لعلهم يتفکرون !! (۵۹ : ۲۱)

" اگر هم نے قرآن کو کسي عظيم الشان پهاڑ پر نازل کيا هوتا ' تو تم ديکهتے که يه پتهر کا وجود بهي خوف الهي سے الله کے آگے جهک جاتا اور اسکا سينه شق هوگيا هوتا (پر افسوس که انسان سنتا هے مگر سرکشي سے باز نہيں آتا) اور يه تمثيليں هم لوگوں کيليے بيان کرتے هيں تاکه سونچيں اور غفلت سے باز آئيں !! "

اسميں شک نہيں که ميري تمهيد طويل ' اور انتظار کا زمانه منتظروں پر شديد تها ' تاهم ميري طبيعت کسي طرح راضي نہيں هوتي تهي که اپنے دل کي تمام آرزؤں کو ظاهر کيے بغير کسي کو اپنے ساتهه چلنے کي دعوت دوں - پهر يه بهي تها که اسي ضمن ميں ارادوں کا استقلال اور طلب کي صداقت کيليے بهي ايک ابتدائي آزمايش تهي که جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہيں کرسکتے ' وه آگے چلکر حظرات سفر کيليے کيونکر مستعد هوسکتے هيں ؟

ليکن اب که ميں اپني تمهيد ختم کرچکا هوں اور ميري آرزوئيں بے نقاب اور ميري خواهش غير مستور هے ' تو هر شخص کو موقعه حاصل هے که اپنے دل سے پوري طرح سوال و جواب کرلے اور کل کيليے کوئي بات سونچنے اور سمجهنے کي اٹها نه رکهے - اس سفر کا اراده خدا نے ميرے دل ميں ڈالديا هے اور اگر پاني ميرے پاس نہيں هے تو الحمد الله که اپني پياس کي طرف سے تو مطمئن هوگيا هوں - ميں اٹها هوں اور اب چلونگا - ميرا چلنا اٹل هے اور ميں سمجهتا هوں که حرکت مقدر هوچکي هے - ميرے پاؤں ميں سب سے زياده برجهل زنجير اپنے نفس اور اسکي هوا پرستي کي هے جسکے زلزلوں اور چهپي هوئي معصية پرستيوں کے طوفانوں ميں هميشه موجيں اٹهتي رهتي هيں ' اور ميرے ارادے کو ته و بالا کر دينا چاهتي هيں :

صد بيد باں اگر چه بهر سر گماشتيم

اسکے بعد اپنے وجود سے باهر نفس انساني کے فتنه هاے ابليسي کے بند و علائق هيں ' جو گو بهت سے ٹوٹ چکے هيں ليکن جتنے باقي هيں ' وه بهي کم نہيں اور ايسے سخت هيں که بعض اوقات انهيں توڑنے کي کوشش کرتے کرتے تهک جاتا هوں اور قريب هوتا هے که ميري انگليوں سے خون بهنے لگے :

هزار رخنه بدام و مرا به ساده لي
تمام عمر در انديشهٔ رهائي رفت

انما اموالکم و اولادکم فتنة وان الله عنده اجر عظيم (۸ : ۲۹)

ميں اس راه کي سختيوں سے بے خبر نہيں هوں ' ليکن انکي سختيوں هي کے اندر اپنے نام کي پکار بهي پاتا هوں - بارها ايسا هوا که نفس کي شرارتوں نے کانوں ميں انگلياں ڈاليں اور دل کي غفلت نے خوب شور مچايا ' تا که اُس آواز کو نه سن سکوں اور اسکي طرف سے غافل هو جاؤں - ايسا بهي هوا که دن پر دن اور راتوں پر راتيں اسي کشمکش ميں گذر گئيں اور مدت کے افسرده ولوله هاے معصيت يکايک زنده هو کر اٹهه بيٹهے ' تاهم يه وقت بهي گذر گيا اور کان لگا کر غور کيا تو بند هونے پر بهي ايک صدا تهي ' جو اسکے اندر گونج رهي تهي :

تو مپندار که اين زمزمه بے چيزے هست !
گوش نزديک لبم آر که آوازے هست !

ميں درميان ميں اپني پکار بلند کرکے پهر چپ هو گيا تها ' کيونکه جب ميں نے اپني جانب ديکها تو معلوم هوا که ابهي چند دنوں اور اپني آزمايش کي ضرورت باقي هے - اس راه ميں دعوت دينے کيليے مقدم شرط يه تهي که ميں خود بهي اس طرح طيار اور آماده هو بيٹهوں که جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجيروں سے خالي ديکهوں - پس ميں اپني فکروں ميں غرق هوگيا اور جس قدر زمانه توقف کا خدا کو منظور تها ' اس عالم ميں بسر هوگيا -

ليکن مجهے نظر آيا که ايسا هونا ممکن نہيں - پاني اتنے اونچے تک پہنچ گيا هے که اب دريا سے بهاگنا محال هے ' اور قريب هے که مدت کے بهاگے هوے غلام کے پانوں ميں آخري مرتبه ايک

ايسي بوجهل زنجير ڈالدي جاے كه پهر كبهي بهي اسكے پانوں اس چوكهٹ سے باهر نه نكل سكيں :

خلاص حافظ ازاں زلف تا بدار مباد
كه بستگان كمند تو رستگارا نند !!

الحمد الله كه الله كي توفيق رفيق نے مجهے نه چهوڑا اور جنكو وه چهوڑدے تواسكي دنيا ميں پهر كون هے جو أنهيں پناه ديسكتا هے ؟

توگر برهم زني سوداے دل ' بارے زياں داري
همرا سرمايۂ دنياؤ ديں نابود مي گردد !

ميں اب بهمه وجوه مستعد سفر هوں اور همرهاں سفر كيليے صلاۓ عام هے :

مردانه قمارے كن ' دستے بدر عالم زن !
بهلے كه نهي برنه ' نقشے كه زني كم زن !
هر دم چو فلك لعبت ' از پرده بروں آرد
ايں شعبده يكسو نه ' ويں معركه برهم زن !
گر مهر نهي بر دل ' از شوق پيدا بے نه !
ور قفل زني بر لب ' از رطل دما دم زن !
تو بهر چه خاموشي ؟ كز عقل نينديشي ؟
من پاس گهر دارم ' غواص نۂ ' دم زن !
ايماں ز يقيں خيزد ' وز هرچه بشك يابي
در آتش حرماں بيں ' يا بر محك غم زن !
بينا ليے جاں خواهي ' شمشير بتارك زن
آكاهي دل جوئي ' الماس به مرهم زن !
مومن نتواں گفتن ' عاشق كه مجاهد نيست
رو بوسه چو سر بازاں ' بر طرۂ پرخم زن !

طريق كار و اغاز عمل

رب ادخلني مدخل صدقاً و اخرجني مخرج صدقا ' واجعل لي من لدنك سلطاناً نصيرا !

يه جماعة "حزب الله" كے نام سے موسوم هوگي كه خدا تعالى نے مومنين مخلصين كو اسي لقب سے ملقب فرمايا هے : الا ان حزب الله هم الغالبون -

(مقصد وحيد)

اتباع اسوۂ حسنۂ ابراهيمي و محمدي عليهما الصلوة والسلام
بحكم
(۱) لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة
(۲) قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه

(دستور العمل)

التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف
والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله
و بشر المومنين (۹ : ۱۱۳)

خدا تعالى نے اس آية كريمه ميں آٹهه وصفوں كو بيان كيا هے جو مومنوں ميں هوني چاهئيں ' يا آٹهه قسم كے درجوں كو بيان كيا هے جن ميں سے هر درجه پچهلے سے اعلي و اكمل هے اور يهي اس جماعت كا دستور العمل اور طريق كار هوگا :

(۱) " التائبون " اصلاح و تزكيۂ نفس كا اولين مرتبه توبه و انابت هے ' يعنے بندے كا اپنے اعتقاد و اعمال كي تمام گمراهيوں اور غفلتوں سے كناره كشي كرنا اور الله كے حضور عهد واثق كرنا كه وه آئنده اسكي مرضات كے خلاف كوئي قدم نه اٹهائگا -

(۲) " العابدون " وه جو مقام انابت كے بعد مقام عبادت تك مرتفع هوے - مقام توبۂ انابت گذشته كا ترك تها ' عبادت حال و مستقبل كا عمل هے -

(۳) " الحامدون " : وه لوگ جو دنيا ميں انساني اعمال كي مدح و ثنا ' اور اغراض و مقاصد نفسانيه كے غلغلے كي جگه ' خداے قدوس كي حمد و ثنا كي پكار بلند كريں ' اور جو توفيق الهي سے اس انقلاب كا وسيله بنيں كه دنيا ماده پرستي كے شور سے نجات پاكر حمد الهي كے ترانوں سے معمور هوجاے -

(۴) " السائحون " - يعنے وه لوگ جو حق اور صداقت كي راه ميں اپنے گهر اور وطن كے قيام كو ترك كركے ' فرزند و عيال اور دوست و احباب كي الفت سے بے پروا هوكے ' اور سفر كي تمام تكليفوں اور مصيبتوں كو خوشي خوشي جهيل كر نكليں ' اور خدا اور اسكي صداقت كے عشق ميں شهر بشهر ' كوچه بكوچه گشت لگائيں - خدا كي دعوت كي صدا أنكي زبانوں پر هو ' اور هدايت الهي كي امانت دلوں ميں - وه اُن ديوانوں كي طرح جو فراق محبوب ميں جنگلوں كي خاك چهانتا ' اور آباديوں اور انكي سڑكوں پر مارا مارا پهرتا هے ' هر جگهه پهريں ' اور اُس بهكاري فقير كي طرح جو ايك ايك دروازے پر صدا لگاتا ' اور هر شخص كے سامنے هاتهه پهيلاتا هے ' دنيا كے هر گوشے ميں پهنچيں - كهيں هدايت كي صدا لگائيں تو كهيں سچے دلوں كا سوال كريں - جس شخص كي جيب كو وزني اور دل كو فياض پائيں ' اسكے دروازے كا پتهر بنكر جم جائيں - اگر وه دعاؤں سے خوش هو تو دعائيں ديں ' اگر دل كا نرم هو تو فقيرانه صدائيں سنائيں ' اگر دردمند هو تو عاجزي كي صورت بناكر منتيں كريں - غرضكه جب تك اپنے شكار كو قابو ميں نه كرليں ' اسكے دروازے سے نه ٹليں -

پهر سفر كي مختلف صورتيں اور مختلف مراتب هيں اور لسان الهي نے " سائح " كا لفظ استعمال فرمايا كه سب پر حاوي هے - ميں كهتا هوں كه نيك نيتي كے ساتهه جو تاجر غير ممالك كا سفر تجارت كيليے كرے ' جس كو قران كريم نے الله كے فضل سے جا بجا تعبير ديا هے ' يا علوم مفيده و فنون نافعه كي تحصيل كيليے اپنا گهر چهوڑے ' جس كو خدا نے خير كثير بتلايا هے ' يا اسي طرح كوئي دوسرا مقصد اُن اغراض ميں سے هو ' جنكو دوسري قوميں سياست و تمدن وغيره كے ناموں سے ياد كرتي هيں ' تو وه تمام صورتيں بهي اس وصف ايمان و اسلام ميں داخل هيں ' اور اس طرح كا سفر كرنے والا بهي مرتبۂ " سائحون " سے فائز ' نيز اسكے تمام بركات سے بهره اندوز هے - انشاء الله جب اس آية كريمۂ و عظيمه كي تشريح به ضمن مقاصد "حزب الله" كرونگا ' تو يه تمام باتيں اپنے ادله و براهين كے ساتهه بصيرت افروز

هونگي - نيز بعض ايسے معارف و حکم قرآنيه بهي سامنے آئيں گے جن پر ابتک بہت کم تدبر و تفکر کيا گيا هے -

(۵) "الـراکعـون" - بظاهـر "الراکعون" اور اسکے بعد کا وصف "الساجدون" ايک هي چيز يعني نمازکي طرف اشارہ معلوم هوتا هے که اسميں پہلے رکوع هے اور پهر سجود - ليکن دراصل يه دو علحده علحده وصف يا دو علحده علحده مرتبوں کي جماعتوں کا بيان هے ' جن ميں پہلا وصف مرتبۂ رکوع هے ' دوسرا سجود -

مقصود دونوں سے وہ مقام هے ' جبکه انسان اپني روح و دل اور اپني تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواهشوں کے ساتهه الله تعالى کے آگے جهک جاتا هے ' اور وہ سر جسے اُسنے بلند کيا هے ' اسکي هر مخلوق کے آگے بلنـد هوکر بالاخر اسکے آگے گـرا ديا جاتا هے - في الحقيقت لفظ "اسلام" کي حقيقت اور مقام "تسليم" کا مقصود اصلي بهي يهي مقام هے - و قال في هذا المقام :

ايں جملـه کتا بهـا کـه در بـر داري
سودے نـه کند چو نفس کافـر داري
سررا به زميں نهي تو در وقت نماز
آں را به زميں بنه ' که در سر داري !

ليکن اس حالات کے دو درجے هيں : ايک مرتبۂ رکوع هے اور ايک مرتبـۂ سجود - نماز ميں مصلي پہلے رکوع ميں جاتا هے - اُسکے بعد سجدے ميں گرتا هے - پس "الراکعون" سے مقصود وہ لوگ هيں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پهنچ گئے هيں ' اور اُس بے نياز وکبرياء کے سامنے انهوں نے اپني روح و دل کو يکسر جهکا ديا هے -

(۶) "الساجدون" - يه دوسرا مرتبه هے - رکوع صرف جهکنا تها مگر سجود جهکتے جهکتے اس قدر جهک جا نا که بے اختيار و مضطر هوکر زمين پر گر پڑنا اور پيشاني کو گرد و خاک مذلت سے آلودہ کردينا - يه انکسار عبوديت کا انتهائي مرتبه هے ' اور اس طرف اشارہ هے که بندہ اپنے سرکو نه صرف الله کے آگے جهکا هي دے ' بلکه دائمي طور پر اسکے سامنے زمين پر رکهـدے اور اُسے سپـرد کر دے - سيد الطائفۂ بغدادي سے کسي نے پوچها تها : نماز ميں سجدے کے شرائط کيا کيا هيں ؟ فرمايا که تمهارے ليے تو يه که پيشاني اور ناک زمين سے مس هو ' اور همارے ليے يه که جب ايک بار سجدے ميں سر گرجاے تو پهر دوبارہ زمين سے نه اُٹهے ! و لله در ما قال :

در سجدۂ که تن نه ز سر مي شود جدا
در کشور وفا گنهش نـام کردہ اند
يا رب ز سيـل حـادثه ؛ طوفاں رسيدہ باد
بت خـانۂ که خانقهش نـام کردہ اند !

پهر نظر حقيقت شناس کو بلند تر کيجيے تو اسي مقام سے وہ مرتبۂ فناء نفس انساني مراد هے ' جسکو صوفياء کرام اپني اصطلاح ميں مقام "استهلاک کلي" اور "جمع الجمع" سے تعبير کرتے هيں ' اور اگر زبان اهل محبت ميں کهيے تو وجود انساني کا يهي سجدہ هے ' جسکي پيشاني زمين پر گرنے سے پہلے تو طلب عشق هوتي هے ' پر جب انتهي هے تو عشق کي جگـه خود حسن کي جلوہ گاہ بن جاتي هے :

بيروں عشق و عاشق و معشوق هيچ نيست
زيں هر دو در اسم مشتق ازاں مصدر آمدہ !

(۷) "الآمرون بالمعروف والنـاهون عن المنکر" الله اکبر! امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کا درجۂ عاليه که ان تمام اوصاف عظيمه کے بعد اسکا ذکر کيا گيا اور فـرمايا که وہ لوگ جو حق کا اعـلان کرتے ' صداقت کا حکم ديتے ' اور راستبازي و عدالة کي طرف بلاتے هيں - اور چونکه نيکي کي دعوت ' بـدي کي ممانعت کے بغـير ممکن نهيں ' اسليے ساتهه هي اُسکا بهي ذکر کيا اور کها که نيز وہ فرزندان حق جو برائيوں سے روکتے اور خـدا کي زمين کو نفس و شيطان کي پهيلائي هوئي ضلالت سے بچاتے هيں -

في الحقيقت يه مرتبه اسلام و ايمان کا اعلى ترين درجۂ اختصاص اور مخصوص ترين اعمال نبوت و صديقيت ميں سے هے - اس سے بـڑهکر کوئي وصف نهيں جو اسلام کي پوري حقيقت اپنے اندر رکهتا هو - يهي وہ عمل الهي هے جسکا انجام دينے والا زمينوں و آسمانوں ميں خدا کا دوست پکارا جاتا هے اور اسکے اعمال کے اندر نبيوں اور رسولوں کي نسبت متحقق هوجاتي هے - جو گروہ يا جو فرد آمر بالمعـروف و ناهي عن المنکر هوگا ' وہ گويا آدم و نوح اور ابـراهيم و موسى (على نبينا و عليهم الصلوة و السلام) کا دنيا ميں جا نشين هوگا -

الحمد لله که اس مقام کي تشـريح و تفصيل اور اعلان و دعوت کي توفيق مقدس اس فقير کو خصوصيت کے ساتهه بکرات و مرات مرحمت هوئي ' اور اسکے فضل ذرہ نوازسے اميد هے که باب توفيق هميشه باز و مفتوح رهيگا -

(۸) "والحافظون لحدود الله" - يه ان اوصـاف الهيه کا آخـري مرتبه اور اس زنجير صفات ايمانيه کي آخري کڑي هے - يه انتهائي وصف هے جو ان صفـات سبعۂ ربانيه کے بعد مومنوں کو حاصل هوتـا هے - يا مومنين مخلصين کي وہ منـتها درجـه رفيع و جليل جماعت هے جو ارتقاء ايماني کي آخري منزل تـک پهنچ جاتي هے ' اور پهر خدا تعالى سچ مچ اس دنيا ميں اُسے اپنا قائم مقام اور خليفه بنا ديتا هے - فهو لا يسمع الا بسمعـه ' ولا ينـظر الا بنـورہ ' ولا يـتکلم الا بلسانه :

چشم و گوش دست و پـايـم او گـرفت
من بـدو رفـتـم ' سـرايـم او گـرفت !

"حافظين لحدود الله" سے مقصود وہ جماعت هے جو دنيا ميں شريعة حقۂ الهيه کے قيام اور عدل و امنيت کے نظام کي ذمه دار هوتي هے ' اور جو حدود و قوانين خدا تعالى نے قوام عالم ' و امن انسانيۂ ' و نظام مدنية صالحه و حفظ حقوق اقوام و ملل کيليے قائم کر ديے هيں ' ايک با اختيار سلطان اور ايک مسئول والي ملک کي طرح انکي محافظت کرتي هے - يهي حدود الله في الحقيقت تمام شرائع الهيه کا مقصود حقيقي اور تمام مامورين و مرسلين اور مصلحين متبعين کي دعوت کا ماحصل هيں ' اور يهي حدود هيں جنکو لسان الله نے کهيں دين قيم ' کهيں دين حنيف ' کهيں صراط مستقيم ' کهيں فطرة الله ' کهيں سنة الله ' اور پهر کهيں "اسلام" کے نام سے تعبير

کیا ہے - خدا تعالیٰ ہمیشہ اس خدمت کیلیے اپنی جماعتوں کو چنتا اور اُنہیں اپنا خلیفہ بنا تا ہے ' پس وہ دنیا کو صفات الہیہ کا تجلی گاہ بنا نا چاہتے ہیں نہ کہ تخت ابلیس کے احکام خبیثہ کا جہنم کدہ - وہ ہر اُس چیز سے خوش ہوتے ہیں جنسے رب العالمین خوش ہے ' اور ہر اُس درخت کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو صفات شیطانیہ کے بیج کا پھل ہے - پھر وہ اپنی تمام قوتوں کو " حدود اللہ " کی حفاظت کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں ' اور دنیا کی جو جو قوتیں اِن حدود کو توڑنے والی اور انسانیۃ کو اُسکے فطری حقوق سے محروم کرنے والی ہیں ' اُن سب کے تسلط سے عالم کو نجات دلاتے ہیں - یہ گویا قوۃ الہیہ اور قوائے شیطانیہ کی ایک جنگ ہوتی ہے ' پر جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے ' وہ اپنی جنود قاہرہ کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو نا مراد و خاسر کرتا ہے : و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ' انہم لہم المنصورون ' و ان جندنا لہم الغالبون ! (۳۸ : ۱۷۱)

یہ درجہ آخری درجہ ہے ' اور اس لیے " حزب اللہ " کا مقصد حقیقی ہے - کیونکہ خدا تعالے نے حزب اللہ یعنی اپنی جماعت کو جا بجا " حزب الشیاطین " یعنی شیطان کی جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا ہے - سورۂ مجادلہ میں جہاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکرہ کیا وہاں پہلے " حزب الشیطان " کی طرف اشارہ کیا :

استحوذ علیہم الشیطان '	شیطان (اور اسکی قوتیں) اِن پر
فانسٰہم ذکر اللہ ' اولائک	مسلط ہوگئی ہیں ' پس انہوں نے
حزب الشیطان ' الا '	خدا کے ذکر اور اسکے رشتے کو فراموش
ان حزب الشیطان	کر دیا ہے - " یہ حزب الشیطان "
ہم الخاسرون (۵۸ : ۱۸)	یعنی شیطان کی جماعت ہے اور

یقین کرو کہ اخر کار حزب الشیطان برباد و تباہ ہی ہوگا "

پھر اسی سورۃ میں اس آیۃ کریمہ کے بعد سچے اور راستباز مومنوں کا ذکر کیا ہے ' اور کہا ہے کہ انکی علامت یہ ہونی چاہیے کہ اللہ اور اسکی صداقت و عدالت کے آگے دنیا کی تمام قوتوں اور بندشوں کو ہیچ سمجھیں ' و لو کانوا اباء ہم ' او ابناء ہم ' او اخوانہم ' او عشیرتہم - اگرچہ انکے ماں باپ ' اہل و عیال ' برادر و قریب ' اور خاندان اور کنبے ہی کے لوگ کیوں نہوں ' لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی کی پروا نہ کریں -

پھر انکی تعریف اِن لفظوں میں کی ہے کہ:

اولائک کتب فی قلوبہم	یہی وہ سچے مومن ہیں جنکے دلوں
الایمان و ایدہم بروح	کے اندر خدا نے ایمان نقش کردیا ہے
منہ ' و یدخلہم جنات	اور اپنی روح سے انکی نصرت فرمائی
تجری من تحتہا	ہے ' نیز وہ اُنہیں کامیابی و فتحمندی
الانہار خالدین فیہا '	کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے
رضی اللہ عنہم	نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی ' اور وہ
و رضوا عنہ '	ہمیشہ اسکا عیش ابدی حاصل کرینگے -
(۵۸ : ۲۱)	یہی وہ خدا کے خاص بندے ہیں

جنسے وہ راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں "

ان اوصاف و خدائص کے بیان کرنے کے بعد ' پھر اس جماعت کا نام بتلایا کہ :

اولائک حزب اللہ ' الا ' ان حزب اللہ ہم المفلحون ! ! (۵۸ : ۲۲)

یہی " حزب اللہ " یعنے خاص اللہ کی جماعت ہے اور یقین کرو کہ خواہ حزب الشیطان کی شان و شوکت کیسی ہی دلفریب ہو ' مگر آخر کار یہی لوگ فلاح پائیں گے -

اِن ایات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے ہیں مگر وقت تشریح نہیں و محول بہ وقت تو ضیح مقاصد حزب اللہ ' تا ہم مختصراً اتنا اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ اِن آیات نے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا ہے - مثلاً انسے واضح ہو گیا کہ :

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا - حزب الشیطان اور حزب اللہ -

(۲) حزب الشیطان کا کام یہ ہے کہ وہ چونکہ اپنے تئیں قواء شیطانیہ کا مرکب بنا دیتا ہے اسلیے شیطان ذکر الہی سے اُسے محروم کر دیتا ہے اور خدا کی صداقت و حقانیت بالکل فراموش ہو جاتی ہے - لیکن " حزب اللہ " ذکر الہی کو زندہ کرنے والا ' اور اسکے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا ہے -

(۳) حزب اللہ کی اصلی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی وفاداری میں اور تمام شیطانی قوتوں سے بکلی باغی ہو جاتا ہے اور اسکی راہ میں کسی دنیوی اثر و قوت سے متاثر نہیں ہوتا -

(۴) " حزب الشیطان " کا نتیجہ نا مرادی و خسران ہے ' اور " حزب اللہ " اخر کار فلاح و نصرت پانے والا ہے -

(۵) کیونکہ خدا انکے لوح دل پر نقش ایمان کندہ کر دیتا اور اپنی " روح " سے انکی مدد کرتا ہے -

(۶) دائمی نشاط کار و سرور فتح مندی انکا صلہ ہے -

(۷) بارگاہ الہی میں انکا درجہ یہ ہے کہ " وہ خدا سے خوش اور راضی ہیں اور خدا انسے راضی و خوش ہے " اور یہ انتہاء مراتب عباد اللہ ہے - کیونکہ انکی رضا اور اپنی رضا ' دونوں کا خدا نے ایک ساتھ ذکر کیا -

حاصل سخن یہ کہ " حافظین لحدود اللہ " کا مقام جماعت " حزب اللہ " کا مرتبۂ آخری ہے اور ان مراتب ثمانیہ کے طے کرنے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم ہو جاتا ہے -

پس یہی ہیں کہ فرمایا " و بشر المومنین " کہ انکو فلاح دارین کی بشارت پہنچا دی جاے ' اور یہی قران حکیم کے مقرر کردہ مراتب عمل ہیں ' جنکو حلقۂ حزب اللہ اختیار کریگا -

جماعۃ ثلاثہ

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ' فمن ہم ظالم لنفسہ ' و من ہم مقتصد ' و من ہم سابق بالخیرات باذن اللہ - ذلک ہو الفضل الکبیر ! - (۳۵ : ۲۹)

(ترجمہ)

پھر پچھلی قوموں کے بعد ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب الہی (قران) کا وارث ٹھہرایا ' جنکو ہم نے اپنی خدمت کیلیے اختیار کر لیا (یعنی مسلمانوں کو) - پس اُن میں سے ایک گروہ تو انکا ہے ' جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصی سے) ظلم کر رہے ہیں - دوسرا انکا ' جنھوں نے معاصی کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا ہے پر

خدا پرستي اور ترک نفسانيت ميں انکا درجه درميانه اور متوسطين کا هے - تيسرے وه ' جو اذن الهي سے تمام اعمال حسنه و صالحه ميں اوروں سے آگے بڑھے هوے هيں اور يه خدا کا بہت هي بڑا فضل هے !

اس آية کريمه ميں خدا تعالی نے مسلمانوں کو تين طبقوں ميں منقسم کرديا هے :

(۱) وه جو اپنے نفوس پر ظلم کر رهے هيں کيونکه خدا سے غافل اور اسکے رشتے کي عزت کو بھولے هوے هيں - يه طبقه تمام اُن مسلمانوں کا هے جو اپنے دلوں ميں اعتقاد اور حس ايماني تو ضرور رکھتے هيں پر ايماني قوت ميں ضعف بھي بدرجهٔ کمال هے اور عمل مفقود -

(۲) درمياني طبقه جو غفلت سے متنبه هوا ' اعمال حسنه اختيار کيے ' اوامر الهيه کے آگے سر اطاعت خم کيا -

(۳) اعلی ترين طبقه جو نه صرف خيرات و محاسن کا انجام دينے والا ' بلکه اُن ميں اوروں سے پيش رو بھي هے اور نيکي کي صفوں ميں سب سے آگے بڑھجانے والا هے -

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کي يه ايک قدرتي تقسيم هے اور هر قوم ميں يهي تين جماعتيں هوتي هيں - پھر جن ميں پہلي کم ' دوسري بکثرت ' اور تيسري کافي هوتي هے ' وه تمام قوموں ميں سرفراز و ممتاز هوجاتي هے ' اور جس ميں صرف پہلي کي کثرت ' دوسرے بہت کم ' اور تيسرا گروه کالعدم هوتا هے ' وه دنيا ميں اپنے زنده رهنے کا حق کھو ديتي هے -

(" حزب الله " کے تين درجے)

پس اس تقسيم قرآني کي بنا پر اس جماعت کے بھي تين درجے قرار پائے هيں :

(۱)

هر مسلمان جو راست بازي کا متلاشي ' اصلاح حال کا متمني ' اور اسلام کے اس دور غربت ميں خدمت و جهاد في سبيل الله کي اپنے دل ميں سوزش و تپش رکھتا هے ' نيت صالح ' ارادهٔ محکم اور اقرار واثق کے ساتھه دين الهي کے اس ميثاق مقدس کو دهراے :

ان صلاتي و نسکي و محياي و مماتي لله رب العالمين - لا شريک له ' و بذالک امرت و انا اول المسلمين !

ميري عبادت ' ميري قرباني ' ميرا جينا ' ميرا مرنا ' غرضکه ميري هر چيز صرف الله رب العالمين کيليے هے - اسي قرباني کا مجھے حکم ديا گيا هے اور ميں مسلمانوں ميں پہلا " مسلم " هوں !

اور اپني تمام قوتوں اور خواهشوں کے ساتھه خدا کي قرباني کيليے طيار هو کر اقرار کرے که وه الله کے رشتے ميں منسلک هونا ' اور اس کي جماعت کے فرائض ادا کرنا چاهتا هے ' پس وه طبقهٔ " ظالم لنفسه " ميں سے طبقهٔ " مقتصد " کيليے منتخب هو جائيگا ' اور اسکے بعد اسکي آزمايش شروع هو جائيگي - يه آزمايش اُس وقت تک جاري رهيگي جس وقت تک که وه دوسرے درجے ميں شامل هونے کا اهل ثابت نهو -

(۲)

اُن لوگوں ميں سے جو پہلي جماعت ميں منتخب هوے هيں ' جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے عهد الهي کے ايفا اور دين حنيفي کے ميثاق کي تعظيم کا ثبوت ديدينگے ' ايک دوسري جماعت چھانٹي جائيگي اور اسميں شامل هونا گويا ارباب اقتصاد کے طبقه ميں شامل هونا هوگا -

ليکن اسکے ليے اولين شرط يه هوگي نه داخل هونے والا امور ذيل کي پابندي کا مومنانه و مخلصانه عهد کرے ' نيز جسقدر زمانه پہلي جماعت ميں بسر کرچکا هے ' اسکے نتائج اسکے عهد کي صداقت کا يقين دلائيں :

(۱) تمام احکام شريعت کي ' انکي تمام شرائط و ارکان کے ساتھه سچي پابندي کرنا اور سر تا پا اپنے تمام اعمال و افعال حيات ' اور تعلقات و لوازم زندگي ميں يکسر پيکر شريعت اور مجسمهٔ اسلاميت هونا -

(۲) صداقت الهي کي راه ميں سياحت و سفر اور سير في الارض -

(۳) امر بالمعروف و نهي عن المنکر سے کسي حال ميں غافل نهونا ' الحب في الله و البغض في الله کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دينا ' اُن تمام رشتوں کے توڑنے ميں جلدي کرنا جو خدا کي رضا سے خالي هوں ' اور هر اُس رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزند کے رشتے سے بھي زياده قوي سمجھنا جو الله کي راه ميں باندها جاے - خواه کسي قسم کي مشغوليت اور کيسے هي کاموں کا انہماک هو ' مگر همه وقت اسي دھن ميں لگے رهنا که بندگان الهي کو معروف و حق کي دعوت دي جاے ' منکرات و منهيات سے روکا جاے ' اور دين الهي کي ايک بھي فوت شده سنت همارے هاتھوں زنده هو جاے - اور پھر اپنے دل کے اندر کچھه اس طرح اسکي چبھن اور ٹيس پيدا کرلينا که جس طرح سانپ کا کاٹا يا بچھو کا ڈسا هوا مريض درد اور تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا هے ' ٹھيک ٹھيک اُسي طرح حق و عدل کي مظلوميت اور دين الهي کي بيکسي و غربت پر از سر تا پا پيکر اضطراب اور تصوير التهاب بن جانے !!

(۴) حکم اسلام و شريعهٔ اسلاميه کي اطاعت کا بتدريج وه مرتبه حاصل کرنا اور اس طرح اسکے احکام کي عظمت و سطوة اپنے اوپر طاري کرلينا که اُسکا هر حکم فرمان قضا ' اور اُسکا هر اشاره فيصله کن جسم و جاں هو - اور قلب هر حال ميں اسکے احکام کا منتظر اور اسکے اوامر کيليے بھوکا پياسا رهے -

(۳)

اس دوسري جماعت ميں سے جو فرزندان حق اپنے اعمال و افعال سے درجهٔ مسابقت و مرتبهٔ علو و رفعت حاصل کرينگے ' انهي سے يه آخري جماعت منتخب هوگي اور يهي جماعت " حزب الله " کا خلاصهٔ مساعي و جهاد ' اور اسکي اصلي حکمراں جماعت هوگي - يه لوگ " سابق بالخيرات " اور " حافظين لحدود الله " هونگے - خدا تعالی جو کام اُنسے لينا چاهے گا ' خود لے ليگا ' اور جس مقصد کي طرف انهيں پهنچنا هے گا ' وه اُس طرف پهنچ جائينگے - انکے مقصد آخري نه اس وقت بتلايا جا سکتا هے اور نه متعين کيا جا سکتا هے - جو سالک که ابتدائي دو جماعتوں سے ترقي کرکے اُس درجه تک پہنچے گا ' وه خود وهاں کے اسرار و رموز سے آشنا هو جائيگا - اس سے پہلے وهاں کے حالات کسي پر منکشف نهو سکيں گے - کسي عضو جماعت کيليے جائز نهوگا که انکے انکشاف کے درپے هو - اور وقت سے پہلے اُنهيں معلوم کرنا چاهے

مذاکرۂ علمیہ

تقدم علوم و معارف

سنه ۱۲ - ۱۳ مین

(۲)

علم الانسان

جیسا که خود نام سے معلوم هوتا هے ' اس علم کا موضوع انسان اور تاریخ انسانی هے - انسان کے متعلق گونه گون سوالات پیدا هوتے هیں - منجمله انکے ایک سوال یه هے که انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب کا سمجھنا چند دیگر مسائل کے سمجھنے پر موقوف هے اسلیے پہلے ان مسائل کو سمجھه لینا چاهیے -

کرۂ زمین اصل مین کیا تھا ؟ کہان سے آیا ؟ کیا کیا تغیرات هوے ؟

یه مبادي هیں جنکي تفصیل کے بغیر طبقات زمین کي بحث لا حاصل هوگي - لیکن اگر ان پر قلم اٹھایا جائے تو یه مضمون تقدم العلوم کي رو داد کے بدلے علم الارض کا ایک رساله هوجایگا ' اسلیے مختصراً جدید تحقیقات کے تذکرہ پر قناعت کی جاتي هے -

علماء ارض (جیولوا جست) نے زمین کے چار طبقات قرار دیے هیں :

طبقۂ اول

یه وہ طبقه هے جو حرارت زمین کي تدریجي تبرید کے بعد سب سے پہلے بنا - اسکا مایۂ قوام سنگهاے آتشین هیں - اسکو عهد اولین کي زمین بهي کهتے هیں -

طبقۂ ثانیه

علما کا خیال هے که جب طبقۂ اول تیار هوگیا تو اندرون زمین کي حرارت سے بخارات بلند هوے - یه بخارات اوپر جا کے ابر بنے اور بارش هوئي - بارش سے دریا اور نهرین جاري هوئیں - پاني کے ساتهه اور صدها قسم کے اجزاء اسوقت سطح زمین پر موجود تھے - یهي اجزا قانون ثقل کي وجه سے پاني کے نیچے بیٹھے اور بالاخر ان رواسب سے طبقۂ ثانیه تیار هوگیا -

اس طبقه میں حیواني اجسام کے پس مانده اجزا ' پتهر کے کوئلے ' پراني سرخ بالو ' بالو کهریا ' سنگهاے جیري شکرین ' خالص جیري شکرین ' جیري قوقعي ' جیري کوچک ' سنگ رنگین و سبز وغیرہ وغیرہ اجزا پائے جاتے هیں - اسے عهد ثاني کي زمین بهي کهتے هیں -

طبقۂ ثالثه

یه طبقه طبقۂ ثانیه کي تکمیل کے بعد شروع هوا - اسمیں سنگ جیري جسکا مایۂ خمیر آب شیرین هے ' سنگ جیري مارني قوقعي ' سنگ جیري سلیسي ' وغیرہ انواع سنگ و دیگر صدها اصناف کے معادن و نباتات و حیوانات پائے جاتے هیں - اسکو عهد ثالث کي زمین کهتے هیں -

عهد ثالث کي زمین کو حداثت و قدامت کے اعتبار سے علما نے پهر تین طبقات پر تقسیم کیا هے - ایک کو ایوسکین ' یعني جدید کهتے هیں - دوسرے کو میوسین یعني جدید تر - اور تیسرے کو بلیوسین یعني جدید ترین -

طبقۂ رابعه

یه وہ طبقه هے جس پر هم لوگ اسوقت آباد هیں - اسکي تکوین مختلف اصناف سنگ ' ریگ ' زمین لائق کاشت وغیرہ اجزا سے هوئي هے -

یه هیں وہ چار طبقات جو علماء ارض نے قرار دیے هیں - انکے بیان میں انتهائي ایجاز سے کام لیا گیا - کیونکه اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو صرف اس ایک هي نقطۂ بحث کے لیے مضمون کي موجودہ ضخامت بهي ناکافي هوتي -

طبقات ارض کو اجمالاً سمجهه لینے کے بعد یه سمجهه لینا چاهیے که حیات کا وجود کس طبقه سے شروع هوتا هے ؟

طبقۂ اولی میں غالباً حیات کا وجود نه تها کیونکه اسوقت تک حیوانات ایک طرف ' نباتات کي بهي کوئي یادگار نهیں ملي - جسقدر پتهر اسوقت تک نکلے هیں ' ان سے بهي کسي ذي حیات وجود کا پته نهیں چلتا - پهر اسوقت زمین کي حرارت بیحد شدید هوگي - سطح زمین ایک فرش آتشین کي طرح دهک رهي هوگي ' صعود بخارات کي وجهه سے جو ابر هاے کثیفه سے مشحون هوگا ' آفتاب کي شعاعیں بهي زمیں تک نه پهنچتي هونگي ' اور بخارات کي چادریں درمیان میں حائل هوگئي هونگي - ظاهر هے که ایسي حالت میں ذي حیات کا وجود اگر هو تو بقا کهاں تک ممکن هے ؟

لیکن جب زمین کي اندروني حرارت في الجمله کم هوئي اور انجماد و تبرد بڑها ' تو اسوقت ذي حیات اجسام وجود میں آئے - چنانچه طبقۂ ثانیه میں آثار حیوانیه (یعنے پس مانده اجزاے جسم حیواني) ملتے هیں -

مگر یه حیوانات سادہ ترین ساخت کے تهے -

اسکے بعد وہ وقت آیا که تیسرے طبقه کا آغاز هوا - اس طبقه میں حیوانات ذوات الثدي پیدا هوے - (ذوات الثدي اُن حیوانات کو کهتے هیں جو بچوں کو دودہ پلاکر پرورش کرتے هیں)

انسان کب پیدا هوا ؟ اسکے جواب میں اب تک تمام علما بیک زبان کهتے تهے که چوتهے طبقے میں ' اور وہ بهي طوفان کے بعد -

مگر گذشته سال ایست انگلي (انگلینڈ) میں جو آثار انساني (یعنے جسم انساني کے پس مانده اجزا) پائے گئے هیں ' اس نے اس اعتقاد میں یک گونه رخنه ڈالدیا - بعض ارباب نظر علما کا خیال هے که یه آثار انساني طوفان کے بعد کے نهیں بلکه طبقۂ بیلوسین کے هیں - پس اگر یه صحیح هے تو انساني پیدایش کے آغاز کو طبقۂ رابعۂ سے هٹکے طبقۂ ثالثه میں آنا پڑیگا -

یه راے صحیح هو یا نه هو ' مگر یه آثار انساني علم الانسان کے سرمایه میں ایک قابل اعتناء اضافه هیں -

انگلستان میں ایک انسان کا ڈھانچہ پایا گیا ہے - یہ ڈھانچہ ایک ایسے مرد کا ہے جسکی عمر ۳۰ اور چالیس کے درمیان میں ہوگی - اسکا قد پانچ فٹ دس انچ ہے - اسکی ہڈیاں آجکل کے انسانوں کی ہڈیوں سے ملتی جلتی ہیں - البتہ پنڈلی کی ہڈی کسیقدر مختلف ہے - اسکے کاسۂ سر کے ایک جانب سے دوسری جانب کے امتداد ' اور آگے سے پیچھے تک کے طول میں ' ۷۵ - اور ۱۰۰ - کی نسبت ہے - بہت سی باریک ہڈیوں کے تفحص سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سولہویں صدی میں سیکسن قوم کے قد متوسط درجہ کے ہوتے تھے - اور ہڈیاں باریک ہوتی تھیں - انکے مردوں اور عورتوں کے جسموں میں آجکل کے مردوں اور عورتوں کے جسموں سے زیادہ تشابہ ہوتا تھا -

نیو گینیا ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جو آسٹریلیا سے شمال کی طرف واقع ہے - وہاں متعدد جماعتیں تحقیقات کے لیے گئیں - ان جماعتوں میں ایک جماعت علماے طیور کی تھی - اس جماعت نے بونوں کی ایک قسم دیکھی جو آج تک غیر معلوم تھی - ان کا نام تپزرو ہے - مردوں کے قد کا اوسط ... ہے - کاسۂ سر سے طول و عرض کا تناسب ' ساڑھے ۹۷ اور ۱۰ کا تناسب ہے - انکے بال سیاہ ہوتے ہیں - انکے اسلحہ ' نیزے اور ہتھی کے خنجر اور لمبی لمبی کمانیں ہیں -

اس موضوع پر ڈاکٹر اسمتھ کا خطبۂ رئیسیہ جو انہوں نے مجمع تقدم العلوم کے جلسہ علم الانسان میں دیا تھا ' نہایت بیش بہا ہے اور نہایت تفصیل کے ساتھ جدید آثار ارضیہ متعلق علم الانسان کی تشریح کی ہے -

---

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ -

ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

تاریخ اسلام اور بحریات

« از قلم جناب " رشاد بک " »

(۲)

(العکیری)

(ابن بطوطہ) نے اپنے سفر نامہ میں اس لفظ کی تحقیق لکھی ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ کلمہ بضم العین و فتح الکاف و سکون الیا ہے - یہ غراب نامی کشتی کی طرح ہوتی ہے مگر اس سے کسیقدر وسیع تر - اسمیں کھینے کے ساتھ ڈنڈے ہوتے ہیں - جنگ کے وقت چھت پاٹ دی جاتی ہے تاکہ کھینے والوں تک تیر وغیرہ نہ پہنچ سکیں - ان کشتیوں کا استعمال نہر سندھ میں بہت ہوتا ہے " (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳) -

(العشیری)

یہ لفظ عشیری اور عشاری ' دونوں طرح آیا ہے - اسکی جمع عشاریات آتی ہے - چھٹی صدی ہجری کا مشہور مورخ (عبد اللطیف بغدادی) اپنے سفر مصر کے حالات میں لکھتا ہے :

" انکی (یعنی مصریوں کی) کشتیاں مختلف انواع و اشکال کی ہوتی ہیں - لیکن ان سب میں عجیب ترین کشتی جو میں نے دیکھی ' وہ تھی جسکو عشیری کہتے ہیں - یہ اندر سے " شیارہ " کی طرح ہوتی ہے - لیکن اس سے بہت زیادہ وسیع و طویل اور خوش شکل - اسمیں مرتبے مرتبے لکڑی کے تختے جڑے ہوتے ہیں - ان تختوں سے کوئی دو ہاتھ کے میچان سے نکلے ہوتے ہیں - اس پر ایک لکڑی کا مکان ہوتا ہے - مکان کی چھت پر ایک قبہ ہوتا ہے - قبے میں دریچے طاق اور روزن ہوتے ہیں - اس مکان میں ایک گودام بنایا جاتا ہے تاکہ تمام سامان رکھا جاے - یہ مکان مختلف قسم کے رنگوں ' سونے کے پتر ' اور بہترین روغنوں سے رنگا جاتا ہے -

سنہ ۱۹۱۲ - کی ایک مفید ترین ایجاد

انسان نے دنیا کی ہر طاقت کا مقابلہ کیا - لیکن ان تمام مقابلوں میں شاید وہ جنگ سب سے زیادہ شدید ہے - جو سمندر اور اسکی مہلک افواج سے کر رہا ہے -

اسکی سطح اور اسکی موجیں میدان میں آگئیں لیکن انسان نے ہوا کی رفاقت اور پھر آگ اور دھویں کا اسلحہ لیکر انہیں مسخر کرلیا - دوسرا مقابلہ اسکے عمق ' اور اس کے اندر کی آبی دنیا سے تھا - انسان کی اولو العزمانہ طماعی نے چاہا کہ اسکے اندر اتر جاے اور بحری پیداوار کے اُن خزانوں کو تاخت و تاراج کرے ' جنکو نہیں معلوم کتنے عرصے سے سمندر کی چادریں چھپاے ہوئی ہیں ؟

موتیوں اور مرجان کے نکالنے کیلیے غواصی اور غوطہ زنی ہزار ہا سال سے جاری ہے - پچھلے سال ایک طرح کی دریائی موٹرکار کی ایجاد نے اس جنگ کی آخری فتح یابی کا بھی فیصلہ کردیا -

اطلانطیک کے مختلف حصوں میں اسکے ذریعہ غواصی کی جا رہی ہے - اسکے اندر بہ یک وقت کئی آدمی بیٹھ سکتے ہیں جنکو خاص طرح کا ایک چار آئینہ پہننا پڑتا ہے - ہوا کیلیے نالی سی سامنے ہوتی ہے - ایک نہایت طاقتور موٹر اسکو حرکت میں لاتا ہے - نہ صرف دریائی پیداوار کے حصول میں ' بلکہ بہت سے ایسے کاموں میں بھی اس سے مدد ملیگی ' جن کیلیے پانی کے اندر جانا اور عرصے تک ٹھہرنا ضروری ہے -

مقالات

یہ مکان ملوک اور رؤساء کے لیے ہوتا ہے - اسمیں رئیس یا بادشاہ اسطرح بیٹھتا ہے کہ وہ خود تو اپنی مسند پر ہوتا ہے اور اسکے گرد و پیش غلمان و موالی آلات و اسلحہ سے آراستہ کھڑے ہوتے ہیں - کھانے وغیرہ کی چیزیں قعر کشتی میں رہتی ہیں - ملاح سطح کے نیچے تمام کشتی کے اندر پھیلے ہوتے ہیں اور کہتے ہوے چلے جاتے ہیں - ایک سوار کو دوسرے سوار کی کچھہ خبر نہیں ہوتی' ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہتا ہے -

رئیس جب تنہائی چاہتا ہے تو خلوتخانہ میں چلا جاتا ہے- مصر میں ملاح پیچھے کی طرف کہیتے ہیں - کہیتے وقت انکی حرکات رسی والوں کی حرکت قہقری کے بہت مشابہ ہوتی ہے اور کشتی کو اسطرح ہلاتے ہیں' جیسے کوئی اپنے آگے کے بوجھہ کو کھینچتا ہو اور اسکے پیچھے لے چلتا ہو-

لیکن عراق کے ملاحوں کی حالت اس سے مختلف ہے - انکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی بوجھہ کو آگے دھکیل رہا ہو - پس جسطرف وہ گھومتے ہیں' اسی طرف انکی کشتیاں بھی گھوم جاتی ہیں - مصر میں کشتی ملاح کے رخ کے بالکل برعکس جاتی ہے" (الافادۃ و الاعتبار - مطبوعۂ مصر - صفحہ: ۴۱)

(الشیارۃ)

یہ ایک قسم کی عراقی کشتی ہے جو نہر فرات و دجلہ میں چلا کرتی تھی - پروفیسر (دوزی) اپنے مشہور لغت الاضافہ میں لکھتا ہے :

" اسکو مصری " حراقہ " کہتے تھے مگر اب عراق میں بھی یہی لفظ مستعمل ہے " بیرن دی سلان نے ابن خلکان کے حالات میں اسکا ذکر کیا ہے - ارسلان شاہ کا انتقال اسی کشتی میں ہوا تھا جبکہ وہ موصل کے سامنے نہر سے گذر رہا تھا - اسکا صحیح تلفظ بفتح شین و تشدید با ہے" مورخین نے مامون الرشید کے حالات میں لکھا ہے کہ فوجی کشتیوں کے علاوہ خاصہ کی کشتیاں چھوٹی بڑی ملا کر' چار ہزار شیارہ تھیں!

(بحری جنگ)

دولت ممالیک کے آخری زمانے تک بحری جنگ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب شوانی اور بطس و مسطحات میں جنگ ہوتی تھی تو بطس اور مسطحات کے پیچھے چھوٹی چھوٹی کشتیوں کو نہیں لاتے تھے کہ مبادا اسکی زد میں غرق ہوجائیں - نیز پہلو کی طرف سے بھی نہیں لاتے تھے کیونکہ دونوں کا ملنا ناممکن ہوجاتا' اسلیے دور سے سامنے کرکے ایک عظیم الوزن ہتوڑے سے ٹکر مارتے' جسکو اصطلاح میں " لجام " کہتے تھے - یہ ہتوڑا اس لکڑی میں جسکو " اسطام " کہتے تھے' داخل ہوجاتا - اور جب مہلت ملتی تو پیچھے ہٹکے اس زور سے ایک سخت ٹکر مارتا کہ کشتی معاً پیچھے ہٹجاتی اور اسمیں پانی بھر تا - اگر فریقین کی طرف شوانی ہی ہوتی تھیں تو شینی سے شینی کو مسلائے' ایک پل سا تیار کر لیتے - اس پر سے ہو کے سپاہی دشمن کی کشتی میں پہنچ جاتے اور دست بدست لڑتے -

جب ہوا رک جاتی تھی تو بڑی کشتیوں کو شوانی کھینچ کر مقام جنگ تک لیجاتی تھیں -

اس زمانہ میں بحری جنگ کا اصلی کام ہواؤں کا پہچاننا تھا - ملاح کشتیوں کو پھیر سے اسطرح حرکت دیتے کہ اپنی کشتی کو دشمن کی کشتی سے آگ بڑھا دیتے تھے یا ہوا کے رخ پر قابض ہو جاتے تھے - پھر اگر اس رخ پر دشمن آنا چاہتا تو انکی زد میں ہوتا تھا - بحری جنگ کے کمانڈر کا فرض ہوتا تھا کہ جب جنگ کے لیے نکلنے لگے تو پہلے جہازوں اور کشتیوں کا انتخاب کرے - انکی تقویت و استحکام کا پورا انتظام کر لے - کشتیوں کا جو حصہ پانی میں رہتا ہے اس پر از سر نو قیر (تارکول) کا روغن کرالے - آلات و واردات کا جائزہ لیلے - جو موجود نہ ہوں انھیں منگوا لے - ایسے رؤساء و قواد (چلانے والے) مقرر کرے جو مد و جزر' تغیرات موسم' علامات ہوا' اور لنگر گاہوں اور دریائی راستوں سے پوری طرح با خبر ہوں -

جنگ کے وقت اسکا یہ بھی فرض ہوتا تھا کہ لنگر گاہوں میں یکا یک داخل نہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں دشمن چھپا بیٹھا ہو - جب تک اچھی طرح معلوم نہ ہو جالے خشکی کی طرف بھی بڑھنے کی ممانعت تھی - ایسے مقامات کے متعلق ہوشیار رہنے کی سخت تاکید تھی جہاں کشتیاں ٹوٹ جاتی ہیں - حکم تھا کہ جس قدر زیادہ پانی اور غذا لے سکو' ساتھہ لیلو تا کہ اگر کبھی محاصرہ طول کھینچے تو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو - اگر جنگ خشکی کے قریب ہوتی تھی تو پہاڑوں پر دیدبان بٹھا دیے جاتے تھے -

عہد اسلامی اور بحریات

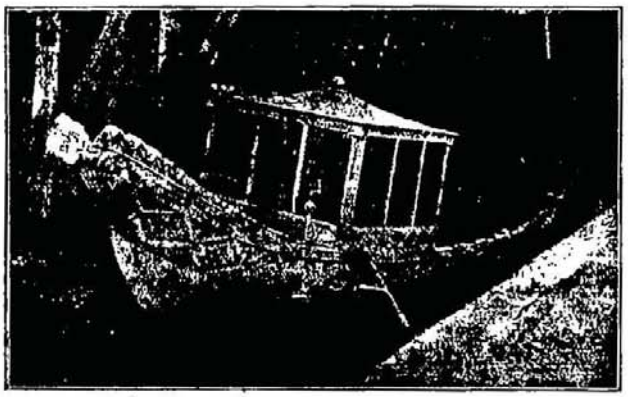

سلطان محمد فاتح کی زر نگار کشتی
جو بروسہ کے سلطانی کارخانے میں طیار کی گئی تھی -

نمایشی جنگ

اعیاد و مواسم یا جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہوے یا سفر سے واپسی کے وقت خلفاء و ملوک کے سامنے جنگی بیڑوں کی

کوئین وکٹوریہ

یعنی انگلستان کا سب سے بڑا آہن پوش جہاز ، جو حال میں اسی کارخانے نے طیار کیا ہے ، جس کارخانے میں دولۃ علیہ کا جہاز " رشادیہ " طیار ہوا ہے - وسعت اور استحکام میں رشادیہ اور یہ ، دونوں یکساں ہیں -

نمایش بھی کیجاتی تھی جسکو آجکل کی اصطلاح میں مینوریا نمایشی جنگ کہتے ہیں - ان مواقع میں بہت بڑا جلسہ ہوتا تھا جسمیں خلفاء و ملوک کے علاوہ امراے دولت ، اعیان سلطنت ، اور نیز عام لوگ بھی آتے تھے - جہاز اپنے تمام ساز و سامان سے آراستہ ہوکے آتے اور حالت جنگ میں اپنے آپ کو فرض کرکے حملہ و ہجوم اور دفاع و مقابلہ کے حیرت انگیز کارنامے دکھاتے -

نمایشی جنگ میں جہاز اپنے تمام آلات جنگ استعمال کرتے - ایک پوری لڑائی ہوتی جیسی کہ آجکل ہوتی ہے - بڑی بڑی منجنیقیں جو اُس عہد کی توپیں تھیں ، چڑھا دی جاتیں ، آتش افشانی کے تمام منارے اور شعلہ انگیز روغنوں کی بڑی بڑی پچکاریاں مصروف کار ہوتیں - بحری فوج جہازوں کے بالائی تختوں پر اپنے افسروں سے دمبدم احکام لیتی - ملاح کبھی کشتی کو چکر دیتے ، کبھی آگے بڑھاتے ، کبھی یکایک رجعت کرتے ، اور اس طرح دریا پر اپنی حکومت کے تمام سحر آگیں کرتب دکھا کر لوگوں کو محو و خود رفتہ کر دیتے -

چنانچہ نوروز کے دن جزیرۂ میورقہ میں ایک اسطول کی نمائشی جنگ کی سرگذشت (ابو بکر محمد بن عیسی) نے اپنے ایک قصیدہ میں نظم بھی کی ہے ، جسکے چند اشعار ہم محی الدین مراکشی کی کتاب (المعجب) سے نقل کرتے ہیں : (۱)

بشری بیوم المهرجان فانه * یوم علیه من احتفالك رونق
طارت بنات الماء فیه و ریشها * ریش الغراب وغیر ذلك شوذق
وعلی الخلیج کتیبة جرارة * مثل الخلیج کلا هما یتدفق
وبنو الحروب علی الجواري التي * تجري کما تجري الجیاد السبق
ملاء الکماة ظهورها وبطونها * فاتت کما یأتي السحاب المغدق
خاضت غدیر الماء سابحة به * فکانما هي في سراب أینق
عجباً لها ما خلت قبل عیانها * ان یحمل الاسد الضواري زورق
هزت مجادیفاً الیك کانها * اهداب عین للرقیب تحدق
وکانها اقلام کاتب دولة * في عرض قرطاس تخط و تمشق

(افتتاحی مراسم)

مصر میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی اسطول طیار ہوکر روانہ ہونے لگتا تو اسکی تیاری کے وقت خلیفہ یا سلطان خود موجود ہوتا - جب تیاری مکمل ہوجاتی تو منظرۃ المقس (۲) میں ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ اسکو رخصت کرنے جاتا تھا -

مورخ مقریزی لکھتا ہے :

" سنہ ۶۹۲ میں سلطان صلاح الدین شوانی کی تیاری کی طرف متوجہ ہوا - اس نے رئیس کو بلوایا اور وہ تمام چیزیں مہیا کیں جو شوانی کے لیے درکار ہوتی ہیں - یہاں تک کہ ساتھ شوانی بہمہ وجوہ تیار ہوگئیں - پھر انمیں آلات و سامان جنگ لادا گیا - اور ہر ایک پر سلطانی غلام مامور کیے گئے -

ان شوانی کے دیکھنے کے لیے ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے -

تمام شہر و اطراف میں غلغلہ بپا تھا کہ جہازوں کے افتتاح کی رسم خود سلطان ادا کرینگے - لوگ نہایت اضطراب سے اُس دن کا انتظار کرنے لگے اور ساحلی مقامات میں اس تقریب کے نظارے کیلیے عارضی مکانات کی طیاریاں شروع ہوگئیں -

شہر مصر کے باہر ساحل نیل اور روضہ میں لوگوں نے اپنے لیے پھونس اور لکڑی کے گھر بنائے اور دروازوں کے آگے جتنے میدان یا چبوترے تھے ، وہ سب کرایہ پر لیلیے - ہر چبوترے کا کرایہ دو سو درہم یا اس سے کم ، حسب حیثیت و موقع دیا گیا - مختصراً یہ کہ قاہرہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ پورا گھر کا گھر یا اسمیں سے کچھ لوگ دیکھنے نہ آئے ہوں - سلطان صلاح الدین قلعہ جبل سے صبح کو چلا - مقام مقیاس سے لیکے بستان الخشاب اور بولاق تک لوگ بھرے تھے - سلطان ، اسکا نائب ، امیر بیدر ، اور بقیہ امراء دارالنحاس کے آگے بڑھے - حجاب کو منع کردیا گیا کہ وہ عام لوگوں کو گزرنے سے نہ روکیں - اور ہر شخص اچھی طرح جی بھرکر یہ منظر دیکھ لے - شوانی یکے بعد دیگرے نکلنا شروع ہوئیں - ہر شونہ پر ایک برج اور ایک قلعہ تھا جو محاصرے کیلیے بنایا جاتا تھا اور جس سے آتشیں روغن محصورین پر پھینکا جاتا تھا - اسپر نمک اور روغن نفت کے مرکب کی پالش کی گئی تھی - اسکے علاوہ چند نقابیں تھی جنمیں سے ہر ایک نے اپنے عجیب و غریب کمالات دکھا کے اپنے ہمچشموں سے بڑھجانے کی کوشش کی " (الخطط و الآثار جلد چہارم صفحہ ۲۴۸) -

مشہور جہاز والٹرنو

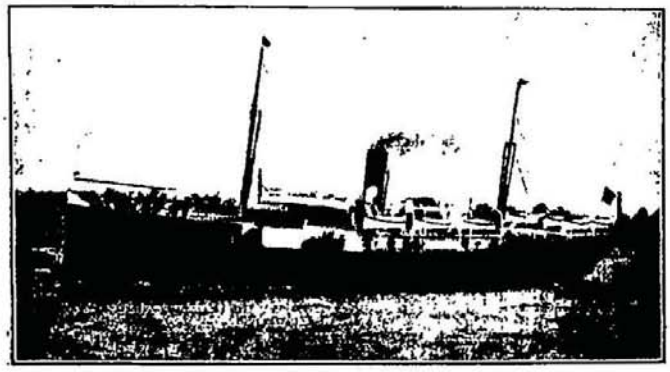

جو حال میں تباہ ہوا - ایک جرمن مسافر لڑکی جو بچ گیا تھا ، اسکی آخری ساعات حیات کی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے :

" صبح چھ بجے یقین ہوگیا کہ اب جہاز نہیں بچ سکتا کیونکہ انجن پھٹ گیا ہے اور آگ لگ گئی ہے - مسافروں میں زیادہ تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی - دس بجے کشتیوں پر انہیں سوار کیا گیا اور رسے باندھکر سمندر میں اتارا لیکن رسے ٹوٹ گئے اور تمام عورتیں مع بچوں کے دریا میں غرق ہوگئیں ، اسکے بعد اور کشتیاں اتاری گئیں مگر سب کا یہی حشر ہوا - یہاں تک کہ آگ اوپر تک آگئی - جلنے والوں کا مایوسانہ شور تھا اور ہوا کے زور سے جہاز کی چوٹیوں کی طرح شعلوں کی لپٹ بلند ہو رہی تھی کہ میں دیوانہ وار سمندر میں کود پڑا " -

(۱) المعجب في تلخیص اخبار المغرب طبع لیڈن صفحہ ۱۱۳ -

(۲) منظرۃ المقس قاہرہ کی ایک عظیم الشان ساحلی تفریح گاہ تھی ، اور مقوقس قبطی کے نام سے منسوب - آجکل " جامع اولاد عنان " نامی مسجد سے مشہور ہے -

اسئلة و اجوبتها

(طریق تذکرہ و تسمیۂ خواتین)

از جناب ح - الف - بیگم صاحبه (حیدراباد دکن)

گو مجھے اچھی طرح معلوم ھے که جناب جن عظیم الشان کاموں میں مشغول رھتے ھیں ' ان میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی دریافت و تحقیق کی گنجایش نھوگی جیسی که میں عرض کرنا چاھتی ھوں - لیکن مشکل یه ھے که اس معاملے کی نسبت کوئی بھی مجھے تشفی بخش جواب نه دیسکا اور یه ایک ایسی اصول کی بات ھے جسکا فیصله کر لینا اور ایک ھی طریقه پر کار بند ھونا بہت ضروری ھے -

میں یه پوچھتی ھوں که مسلمان عورتیں اپنے نام کو خط و کتابت اور اخبارات وغیرہ میں کیونکر لکھیں ؟ انگریزی قاعدہ مس اور مسز کا ھے بعض لوگ اسی پر عمل کرتے ھیں اور بعض لوگ بیگم کا لفظ بڑھا دیتے ھیں - عورتوں کا نام ظاھر کرنا ھم مسلمانوں میں معیوب سمجھا جاتا ھے - اب معلوم نہیں که یه خالی رسم ھے یا شرعی حکم ھے ؟ بھرحال جناب الهلال میں ایک راے اس بارے میں ضرور شائع کردیں جو اسلامی تعلیم کے مطابق ھو اور اسی پر سب کوئی کار بند ھوں -

الهلال :

آپکا سوال بھی " عظیم الشان " ھے - یه چھوٹی باتیں نہیں ھیں - کسی شائسته اور ترقی یافته قوم کیلیے ضروری ھے که ان تمام جزئیات معاشرت اور اداب و رسوم میں اپنی ایک خاص تہذیب رکھتی ھو -

انگریزی طریقه یه ھے که لڑکی اپنے باپ کے نام کی نسبت سے مشہور ھوتی ھے اور عورت شوھر کے - یعنی فی الحقیقت انکے یہاں عورتوں کے عیسائی نام (اصلی نام) کا کوئی وجود نہیں - صرف شوھر یا امیدوار ازدواج اصلی نام لیکر پکارتا ھے که ایک رسم محبت ھے - اگر گرجے کا رجسٹر اور والدین و شوھر کا حافظه ساتھه نه دے تو دنیا کسی طرح معلوم نہیں کرسکتی که مسز فلاں کا اصلی نام کیا ھے ؟

یه حالت گو بظاھر ایک خوشنما رسم و تہذیب معلوم ھوتی ھے مگر فی الحقیقت دنیا کے بدترین دور جہل و ظلمت کے بقیه آثار میں سے ھے ' اور آجکل کے مقلدین یورپ اور فرنگی مآبوں کو اس کی خبر نہیں - یورپ میں ایک نہایت سخت دور اس جہالت کی تاریکی کا رہچکا ھے جو مسیحی مذھب کے مطلع ظلمت سے نکل کر پھیلی تھی اور جس کو تاریخ میں قرون مظلمه (Middle Agae) یعنے تاریک صدیوں سے یاد کیا جاتا ھے - توراۃ میں ھے که عورت کا وجود آدم کے گناہ کا پھل ھے اور مسیح نے اس کی تصدیق کی ھے - پس یورپ نے اپنے مسیحی دور میں عورتوں کو ایسی اشد شدید غلامی کی حالت میں رکھا ' اور اس جنس اشرف و اقدس کی اس درجه عملاً و اعتقاداً تحقیر کی ' که گذشته دنیا کے تمام انسانی معاصی و جرائم اسکے سامنے ھیچ ھیں ' اور اسکے تذکرہ سے انسانیت کے جسم پر لرزہ آجاتا ھے -

مسیحی مذھب نے عورت کے وجود کو مثل مرد کے ایک مستقل وجود تسلیم کرنے سے انکار کردیا - پادریوں کا عقیدہ یه تھا که عورت کے جسم میں سرے سے وہ روح ھی نہیں ھے جو مردوں کے اندر ہے اثبات شرف و عظمت انسانیة کرتی ھے - اس کو حق نہیں که اپنے نام سے خرید و فروخت کرے - قانون اسکے وجود شخصی کو تسلیم نہیں کرتا - وہ کوئی جائداد اپنے نام سے الگ نہیں رکھه سکتی اور نه کوئی مالی معامله شوھر کی موجودگی میں اپنے نام سے کرسکتی ھے - یه مختصر اشارے ھیں ورنه یه داستان معصیت بہت دراز ھے !

گذشته تین چار صدیوں کے اندر یورپ میں تمدنی و اجتماعی انقلاب ھوا اور مسیحی مذھب کی غلامی کی لعنت سے علم و مدنیة نے نجات دلائی ' تو عورت کی حالت اور حقوق پر بھی توجه ھوئی - رفته رفته اسکے احترام و شرف کا اعتقاد راسخ ھوگیا - تاھم اسکی غلامی کے بہت سے طوق ابتک باقی ھیں ' یه دوسری بات ھے که اسکی حسین و جمیل گردنوں میں انھیں سنہری زیور بنا کر خوشنما بنا دیا گیا ھو که یہاں آکر ھر چیز خوشنما بن جاتی ھے :

یک قبا نیست که شائستۂ اندام تو نیست !

ازانجمله اس محترم جنس کی غلامی کا ایک نفرت انگیز بقیه یه ھے که با ایں همه ادعاء حریت نسواں و تسویۂ حقوق جنسین ' عورت کو سوسائٹی یه حق دینے سے انکار کرتی ھے که اپنا نام ظاھر کرے - جب تک وہ لڑکی ھے ' اسکا وجود باپ کے نام میں مدغم ھے - اور عورت ھوکر اپنے شوھر کے نام میں - گویا اسکا کوئی وجود ھی نہیں ' نه اسے حق تسمیۂ و اعلان ذاتی حاصل !

آپنے انگریزی حکام کو کسی ایڈریس کے جواب میں اپنی بیوی کے طرف سے بھی اظہار خیالات کرتے ھوے اخبارات میں پڑھا ھوگا - مثلاً ویسراے کو ایڈریس دیا جاتا ھے اور اسمیں انکی لیڈی کی بھی تعریف کی جاتی ھے - چاھیے که وہ خود اپنی تعریف کا شکریه ادا کریں - لیکن ایسا کبھی نه ھوگا - ویسراے اپنی جوابی تقریر کے اخر میں انکی طرف سے بھی خود ھی جواب دینگے ' اور کہیں گے که وہ آپکے اظہارات محبت و عقیدت کی نہایت شکر گذار ھیں -

یه عام قاعدہ ھے اور یورپ کے اسی دور گذشته کا بقیه ' جس میں عورت کے وجود کو مثل ایک مرد کے انسان مستقل نہیں تسلیم کیا جاتا تھا - پس وہ مرد کی موجودگی میں خود لا شے اور کالعدم ھے - اسکی جانب سے بھی شوھر ھی اثبات وجود کرتا ھے -

میں متعجب تھا که سفریجٹ عورتیں اس مسئله پر کیوں متوجه نہیں ؟ لیکن حال میں مس اینڈرسن نامی ایک سفریجٹ عورت نے اپنے مطالبات کا اظہار کیا ھے - وہ نہایت حقارت کے ساتھه اس رسم تسمیه کی طرف بھی اشارہ کرتی ھے -

آجکل کے متفرنجین مارقین جو یورپ کی ھر رسم و وضع کی کورانه تقلید کو اپنا اجتہادی دین و مذھب سمجھتے ھیں ' اور ھندوستان بلکه تمام مشرق کو اسی قدیمی وحشت و جہالت سے نجات دلانے کے تمسخر انگیز وھم میں بد بختانه مبتلا ھیں ' لفظ " ازادی " کے رسم الخط (اسپیلنگ) سے تو واقف ھوگئے ھیں ' مگر ابھی اسکی حقیقت کا سمجھنا انکے لیے باقی ھے - یه نادان سمجھتے ھیں که اعمال و عادات و اعمال میں انگریزی سوسائٹی کی چند مصطلحات کا رٹ لینا ' اور چند رسوم و اوضاع کو نہایت جد و جہد سے ھر موقعه پر اپنی بیرونی زندگی سے نمایاں کرتے رھنا ' یہی مدنی و معاشرتی ترقی کی معراج ھے - حالانکه ان فقراء علم و تمدن کے پاس تالی جس قدر خوش رنگ اور کالر جس درجه چمکیلا ھے ' افسوس که

اسقدر فکر راسخ نہیں - وہ جنکی تقلید کو اجتہاد سمجھتے ہیں' خود انکو بھی سمجھنے کی اُنھیں تمیز نہیں - انھوں نے یورپ کو دیکھا ہے مگر پڑھا نہیں - اور پڑھنے کیلیے دماغ چاھیے جو اپنے گھر میں سونچتا ہو' نہ کہ وہ آنکھیں جو لنڈن کی شاھراھوں کی رونق میں گم ہوگئی ہوں: مثلهم کمثل الذي استوقد نارا ' فلما اضاءت ما حوله ' ذهب الله بنورهم و ترکهم في ظلمات لا يبصرون (۲ : ١٦)

اسی کورانہ و تعبدانہ تقلید کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے نہایت ذوق و تفاخر سے "مس" اور "مسز" کی ترکیب بھی شروع کردی ہے اور جو لوگ اس طبقہ میں زیادہ مشرق دوست ہیں' وہ اپنے قومی آداب و رسوم کے تحفظ کا یوں ثبوت دیتے ہیں کہ "مسز" کا ترجمہ "بیگم" کے لفظ سے کرتے ہیں اور اسکو بغیر اضافت بہ ترکیب ہندی استعمال کرتے ہیں - مثلاً "بیگم صاحب مسٹر محمود"

بعض لوگوں نے اسکو اضافۂ مقلوبی میں بدلدیا ہے - یعنی وہ "بیگم صاحبہ محمود" کی جگہ "محمود بیگم" لکھتے اور بولتے ہیں - مگر اصل یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کورانہ تقلید کی کوئی مثال نہیں ہوسکتی' اور مجھے مسز کی ترکیب سے زیادہ بیگم کی ترکیب پر ہنسی آتی ہے -

اگر آپ میری راے پوچھتی ہیں تو میری راے تو اسلامی تعلیم کے ماتحت ہے اور بس - خواہ کوئی بات ہو' میں سب سے پہلے اسلام ہی کا منہ دیکھتا ہوں - بہت سے لوگ اسپر ہنستے ہیں مگر میرا بکاؤ ماتم بھی انکی حالت پر غیر مختتم ہے -

یورپ عورت کو اسکے قدرتی حقوق ابتک نہ دے سکا - اسلام دنیا میں آیا تاکہ ہر طرح کی انسانی غلامیوں کو مٹاے اور ایک بہت بڑی غلامی عورتوں کی غلامی بھی تھی - پس اس نے عورتوں کو انکی چھنی ہوئی عزت واپس دلائی' انکے وجود کو ایک مستقل وجود تسلیم کیا' او ر مرد اور عورت کے حقوق مساوی قرار دیے - اسلام عورت کو حق دیتا ہے کہ باپ اور شوہر سے الگ اپنی شخصیت قائم رکھے - وہ اپنی ملکیت اور اپنی جائداد خالص اپنے نام سے رکھہ سکتی اور اپنے نام سے ہر طرح کا قانونی معاملہ کرسکتی ہے - وہ یورپ کی عورت کی طرح نہ تو باپ کے نام میں مدغم ہے اور نہ شوہر کے -

پس کوئی ضرورت نہیں کہ ہم یورپ کے اس بقیۂ وحشت' اس اثر جہالت' اور اس یادگار تعبد نسوانی کی تقلید کریں اور "مسز" یا "بیگم" کی ترکیب سے اپنی عورتوں کو اپنے ناموں کے ساتھہ شہرت دیں - یہ مسیحیت کی بخشی ہوئی غلامی ہے مگر اسلام اس سے بہت ارفع و اعلی ہے کہ عورتوں کے ساتھہ ایسا غلامانہ سلوک جائز رکھے - اُس نے ہر عورت کو بالکل مرد کی طرح ایک مستقل وجود بخشا ہے - پس ہر مسلمان عورت کو اپنا وہی اصلی نام ظاہر کرنا چاھیے' جو پیدائش کے وقت اسکا رکھا گیا' اور جس نام سے اُس نے جلسۂ نکاح میں اپنے شوہر کی رفاقت دائمی کا اقرار کیا' اسی نام سے وہ پکاری جاے اور وہی نام وہ خود بھی اپنا پیش کرے - اگر ہر زندہ انسان کا یہ حق طبیعی ہے کہ اُسکو اُسکا اصلی نام دیا جاے' تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اس سے محروم رہے ؟ یورپ جو راستوں اور تفریح گاھوں میں عورت کو بکمال عزت و احترام اپنے بازو کا سہارا دیکر اسکی خود غرضانہ پرستش کرتا ہے' عقل و فکر کے عالم میں کیوں ابتک اسکی غلامی کا حامی ہے ؟

عورت مثل مرد کے ایک انسان ہے جو ماں باپ کے گھر میں مثل مرد کے پرورش پاتی ہے' پس جسطرح ایک لڑکا اپنا نام رکھتا ہے' اسی طرح لڑکی کا بھی نام ہونا چاھیے - پھر وہ ایک مستقل وجود ہے اور مثل مرد کے انسانیۃ کا نصف ثانی ہے - وہ مرد کے ساتھہ رفاقت مدنی کا اقرار کرتی اور اسکے دل کے معاوضہ میں اپنا دل دیتی ہے - پس اسکے گھر میں آکر اسکے وجود کی شریک ضرور ہوجاتی ہے' پر اپنے وجود سے محروم نہیں ہوجاتی -

وہ تعلیم جو "فطرة الله التی فطر الناس علیها" ہے' اس طبعی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں چاھتی -

اور یہ جو آپنے فرمایا کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا شاید خلاف شرع ہے' تو یہ اس لحاظ سے تو ضرور صحیح ہے کہ بد قسمتی سے آجکل مسلمانوں کی شریعت رسم و رواج ہی کا نام ہے: انا وجدنا اباءنا علی امة و انا علی اثارهم مهتدون - ورنہ شریعۃ فطریۂ اسلامیہ نے تو کوئی حکم اسکی نسبت نہیں دیا ہے - ہمارے سامنے حضرۃ ختم المرسلین کی ازواج مقدسہ اور اھلبیت نبوت کا اُسوۂ حسنہ ہے - جبکہ ہم حضرۃ خدیجہ' حضرۃ عایشہ' حضرۃ زینب' حضرۃ فاطمہ وغیرھما (رضی الله تعالی عنهما) کا نام لے سکتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون صاحب غیرت مسلمان ہے جو رسول الله کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا نام تو بلا تامل خود لے لیتا ہے مگر اپنی بیوی یا لڑکی کے نام کے اعلان سے شرماتا ہے ؟

بہر حال میرا طرز عمل تو یہی ہے - جب کبھی کوئی خاتون میری بیوی کا نام لفافے پر مسز یا بیگم کی ترکیب سے لکھہ دیتی ہیں اور میری نظر پڑجاتی ہے تو مجھے نہایت سخت تکلیف ہوتی ہے اور میں لکھوا دیتا ہوں کہ از راہ کرم آیندہ ایسا نہ کریں -

رہا اسلام میں عورتوں کے حقوق کی عظمت اور مرد و عورت کے حقوق کا مسئلہ' تو اسکی طرف محض سرسری اشارے کو کافی سمجھا کہ بارہا یہ امور لکھے جا چکے ہیں اور احادیث صحیحہ اور اعمال نبوت و صحابۂ کرام کے علاوہ خود نصوص قرآنیہ اس بارے میں بکثرت و بوضاحت وارد ہیں - سب سے بڑھکر یہ کہ سورۂ بقر میں احکام طلاق بیان کرتے ہوے ایک ہی جامع و مانع جملے میں قرآن حکیم نے اس بحث کا خاتمہ کردیا :

و لهن مثل الذي علیهن	اور جس طرح مردوں کا حق عورتوں
بالمعروف و للرجال	پر ہے' اسی طرح عورتوں کے حقوق
علیهن درجة ' و الله عزیز	مردوں پر ہیں - ہاں مردوں کو قیام
حکیم (۲ : ۲۲۸)	مصالح معیشت کی فوقیت ضرور ہے -

یہ آیۃ فی الحقیقت ایک کلمۂ جلیل و عظیم ہے' جس نے بدفعۃ واحدۃ عورتوں کو وہ تمام حقوق معاشرت و مدنیۃ دلا دیے' جن سے دنیا کے جہل و ظلمت نے اُنھیں محروم کردیا تھا - نیز صاف صاف بتلا دیا کہ دونوں کے حقوق بالکل مساوی ہیں' باستثناء اُس طبیعی فوقیت کے' جو "الرجال قوامون علی النساء" کے لحاظ سے مردوں کو حاصل ہے -

اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام عبادات و معاملات میں مرد اور عورت اسلام میں یکساں حقوق رکھتے ہیں -

جب حالت یہ ہو تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اپنے نام سے ظاہر ہونے اور پکارے جانے کی مستحق نہ سمجھی جاے ؟

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوے ایک عجیب لطیفہ ذہن میں آیا - آجکل کے نئے تعلیم یافتہ اصحاب مذہب و معاشرت میں ازادی و حریت کے پرستار ہیں اور اپنے تئیں پوری کاوش و جہد سے ازاد کہلوانا چاھتے ہیں - چنانچہ عورتوں کی ازادی و حقوق کا بھی اسی ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں نے عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے -

لیکن یہ جو کچھہ ہے ' محض یورپ کے بعض سطحی مناظر کی نقالی کا شوق اور اسکی ہر بات کی غلامانہ تقلید کا ولولہ ہے - خود انکے دماغ کے اجتہاد و فہم کو اسمیں دخل نہیں - ثبوت اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی چیز اسلام کے پاس ان لوگوں کے ازادانہ مذاق کی موجود بھی ہوتی ہے ' تو بھی یہ لوگ اسے بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور یورپ کی اسی شان و رسم کی تقلید کرنا چاہتے ہیں ' جو سرے سے آزادی و حریت ہی سے خالی ہے - مثال میں اسی مسئلہ کو لیجیے - یہ لوگ عورتوں کو آزادی دلانا چاہتے ہیں اور انکے حقوق کی بلا معارضہ وکالت کرنے سے کبھی نہیں تھکتے - اسکا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ عورتوں کو خود انکے اصلی نام سے ظاہر ہونے دیتے کہ شخصی آزادی اور استقلال کی بھی شان ہوتی چاہیے ' اور یہ بات ہے بھی عین انکے مذاق کی - لیکن وہ اس سے بالکل بے خبر ہیں اور " مس " اور " مسز " کی ترکیب پر فخارانہ فریفتہ ہو رہے ہیں - حالانکہ اس سے بڑھکر عورتوں کے عدم استقلال و حریۃ کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی -

چونکہ یہ لوگ محض مقلد ہیں ' اسلیے انکی نظر صرف اسپر پڑتی ہے کہ ہمارے ائمۂ فرنگ کی سنت قولی و فعلی و تقریری کیا ہے ؟ اگر انکے مذاق آزادی کی کوئی بہتر سے بہتر چیز خود انکے پاس پیشتر سے موجود بھی ہوتی ہے ' تو بھی طوفان ظلمت تقلید میں اسے دیکھہ نہیں سکتے -

آزادی نسواں کا لفظ بھی یورپ سے سن لیا ہے اور اسپر سر دھنتے ہیں ' لیکن نہ تو عورتوں کی آزادی کا مطلب کسی نے سمجھا ہے اور نہ خود یورپ کے طرز عمل کی حقیقت ہی پر غور کیا ہے : اولئک کالا نعام بل هم اضل !

مجھے ان لوگوں سے بالکل شکایت نہ ہوتی اگر میں انہیں سر سے پاؤں تک فرنگی دیکھتا مگر اجتہاد فکر و دماغ کے بعد - محض شیوۂ تقلید اختیار کرکے کوئی قوم قوم نہیں بنی ہے اور نہ بن سکتی ہے - سب سے پہلے دماغ کو بند تقلید سے آزادی ملنی چاہیے ' پھر رسم و عمل کو - یہ لوگ چند رسوم و اوضاع کی غلامی سے قوم کو نجات دلانا چاہتے ہیں مگر خود اپنے دماغ کو یورپ کا غلام بنا رکھا ہے - قرآن کریم اسی تقلید کو کفر کا مبدء بتلاتا ہے : ان شر الدواب عند الله ' الصم البكم الذين لا يعقلون -

میرے ایک دوست نے ایک انگریز کا قول نقل کیا جو کالون اسکول لکھنو کا پرنسپل تھا - وہ کہا کرتا تھا کہ اگر ہندوستانیوں نے انگریزی لباس تقلیداً نہیں بلکہ اسکے فوائد کو سمجھکر اختیار کیا ہوتا ' تو میں دیکھتا کہ پاؤں کی جگہ سر سے اس وضع کو اختیار کرنا شروع کرتے ' حالانکہ حالت برعکس ہے - ہر شخص جو نئی تہذیب کے اسکول میں نیا نیا بیٹھتا ہے ' سب سے پہلے بوٹ پہنتا ہے ' اسکے بعد انتہائی منزل ہیٹ کی ہوتی ہے - حالانکہ تمام انگریزی لباس میں سب سے زیادہ انفع شے ٹوپی ہی ہے کہ دھوپ سے آنکھوں کی حفاظت کرتی ہے - نہ کہ جوتا ' جو سفر کے علاوہ ہر حال میں سخت موذی و تکلیف دہ ہے -

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو درخواست بھیجیے

جلسۂ کانپور ۳۰ - اکتوبر

اور طوائفوں کی شرکت

جناب کفیل الدین صاحب عالی - بدایونی - از بدایوں

جناب مولانا دام مجدھم - چونکہ آپ شرع شریف سے با خبر اور عالم متبحر ہیں ' اسلیے امید ہے کہ ذیل کے سوالات کا جواب الہلال کے ذریعہ دیکر عام مسلمانوں کا شکریہ حاصل کرینگے -

(۱) ۳۰ - اکتوبر سنہ ۱۳ ع کو جو جلسہ کانپور میں ہوا اور جسکے چشم دید حالات اخبار زمیندار کے ایڈیٹر نے اپنی ۱۶ - نومبر کے ہفتہ وار اخبار زمیندار میں چھاپے ہیں ' کیا اوسکو آپ بھی زمیندار کے ہم زبان ہوکر " اسلامی روایات کو زندہ کر دینے والا جلسہ " کہہ سکتے ہیں ' جب کہ اس جلسہ میں رنڈیاں بھی بلائی گئیں اور اونہوں نے گا بجا کر حاضرین جلسہ کو جسمیں ایڈیٹر زمیندار اور مولانا عبد الباری صاحب بھی شامل تھے ' محظوظ کیا ؟

(۲) کیا رنڈیوں کی کمائی مسجد میں لگانا جائز ہے ؟ اگر نہیں ہے تو انریبل مظہر الحق صاحب نے وہ چار گینیاں جو رنڈیوں نے اونکی خدمت میں نذر گذرانی تھیں ' مسجد کو دینے کی کیوں جرأت کی ؟ کیا مولانا عبد الباری صاحب نے اسکے لیے بھی کوئی حیلۂ شرعی نکالکر اونکو بتا دیا تھا ؟ اگر نہیں بتایا تھا اور صرف خاموشی اختیار کی تھی تو آپکی راے میں ایک عالم کے ایسے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنے سے اوسکی نسبت شرع شریف کیا حکم دے گی ؟

(۳) کیا آتشبازی چھوڑنا اور اوسپر مسلمانوں کا روپیہ صرف ہونا شرعاً کسی اسلامی جلسہ میں مستحسن امر ہے ' جسپر زمیندار نے بہت کچھہ اظہار مسرت کیا ہے ؟

(۴) اخبار زمیندار نے رنڈیوں کے گانے بجانے کے واقعہ کو قصداً چھپایا ہے ' کیا ایسا اخبار دیانت دار کہا جاسکتا ہے ؟

الهلال :

(۱) جس جلسے میں رنڈیاں بلائی جائیں وہ میرے اعتقاد میں اسلامی روایات کا زندہ کرنا ایک طرف ' سرے سے اسلامی جلسہ ہی نہیں - آپ کہاں ہیں اور مجھسے کیا سوال کر رہے ہیں ؟

رہا کانپور کا معاملہ تو آپنے کئی چیزوں کو ملا دیا ہے - مجھے جو حالات معلوم ہوے وہ یہ ہیں کہ ۳۰ - اکتوبر کو ایک تو گارڈن پارٹی تھی جو سہ پہر کو ہوئی - اسمیں سب لوگ شریک تھے - اسکے بعد شب کو ڈنر ہوا ' اسمیں شاید راجہ صاحب اور مولانا عبدالباری نہ تھے - رات کو میلاد شریف کا جلسہ ہوا -

جہاں تک مجھے معلوم ہے ان تینوں صحبتوں کی فضا اس فرقے کی رونق فرمائی سے محروم رہی - آپنے غالباً بوجہ عدم واقفیت اِن جلسوں کو مورد الزام قرار دیا -

اسکے علاوہ ایک اور صحبت بھی ہوئی جو پبلک حیثیت سے نہیں بلکہ شخصی طور پر کسی شخص نے منعقد کی تھی اور مسٹر مظہر الحق کو مدعو کیا تھا - نہیں معلوم یہ اسی دن ہوی یا دوسرے دن - اسکی نسبت پہلے اخبارات سے اور بعد کو بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ اسمیں شہر کی تین مشہور طوائفیں بھی آئیں اور لوگوں نے مسٹر مظہر الحق سے کہا کہ وہ بھی چاہتی ہیں کہ انکا

چندہ آپ قبول کرلیں - مسٹر مظہر الحق نے منظور کیا - وہیں انہوں نے گایا بھی ہوگا اور چندہ بھی دیا ہوگا -

مجھے جہاں تک علم ہے' میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا عبد الباری اس صحبت میں نہ تھے - پس اپکو مناسب نہ تھا کہ اس جرأت کے ساتھہ مولوی صاحب کو اسمیں شریک قرار دیتے اور پھر اسی بناء فاسد پر اعتراض فاسد کرتے - مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ جسقدر اعلان حق اور امر بالمعروف میں نڈر اور شدید و اشد ہو' اتنا ہی سوء ظن کرنے میں محتاط اور غیر عاجل بھی ہو - آپنے ایک مسلمان کو اُسکی غیبت میں متہم کیا' اور اُس کام کو اُسکی طرف نسبت دی' جس سے وہ بری ہے :

ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتۃ فکرھتموہ؟

ہاں' اگر واقعی یہ سچ ہو کہ مولوی صاحب ممدوح بھی اسمیں شریک تھے اور وہ آپکے الفاظ میں "کا بیجا کر محظوظ کرنے والیوں" سے محظوظ ہوے تو پھر مولانا مجبور ہیں کہ ہر اُس شدید سے شدید سختی کو جو اُنسے پرسش و احتساب میں کی جاے' گوارا کریں اور جواب دیں کہ کیوں ایسی صحبت میں شریک ہوے ؟

بہرحال جن جلسوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں' جہاں تک مجھے معلوم ہے' اُن میں تو قوم کے دیگر طبقات کے قائم مقاموں کے ساتھہ اس طائفۂ مجلس آرا کے قائم مقام نہ تھے :

وہ آے انجمن میں تو پھر انجمن کہاں ؟

لیکن میں تو پھر بھی اُس جلسے کو " اسلامی روایات " کا زندہ کرنے والا جلسہ نہیں قرار دیسکتا - میری جو راے ہے' وہ میری عدم شرکت' نیز ۱۹ - ذی الحجہ کی اشاعت کے نوٹ سے آپ پر واضح ہوگئی ہوگی' جو حکیم عبد القوی صاحب کی مراسلۃ کے ساتھہ شائع ہوا ہے - " اسلامی روایات " وغیرہ کی ترکیبیں آجکل لوگ بکثرت بولتے ہیں - اور یہ معمولی جملے ہوگئے ہیں جن سے ہر موقعہ پر انشا پردازی اور عبارت آرائی کا کام لیا جاتا ہے گو اصلیت کچھہ ہی کیوں نہو - آجکل ہر جلسہ عظیم الشان ہے - ہر صحبت دلربا - اور مسلمانوں کا ہر اجتماع " اسلامی روایات " کو زندہ کرنے والا ! اس عہد میں زاغ و بلبل کو ایک ہی قفس کی تیلیاں نصیب ہوتی ہیں :

صداے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو !

ایک صحبت عیش و نشاط تھی جو بعض مصالح خاص سے کی گئی - جو لوگ شاید کئی ماہ سے آہ و فغاں سنتے سنتے اکتا گئے تھے' ہر طرف سے ہجوم کرکے جمع ہوے کہ اب چند گھڑیاں عیش و سرور میں بھی بسر ہو جائیں :

بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں ایں ہمہ نیست !

چلے پھرے' کھایا پیا' مولوی آزاد سبحانی سے بھی ملے اور مسٹر ٹائلر سے بھی - اسکے بعد سب نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی - اب معلوم نہیں کہ اِن اشغال میں غریب اسلام کی " روایات " کہاں سے آگئیں' اور اس مجمع کے کون سے فضائل و مناقب دقیقۂ و مخفیہ ہیں' جنھوں نے اسلام کی کسی فراموش شدہ سنت کا احیاء کیا ہے ؟ اسلام کا نام بھی ایک الۂ لہو و لعب بن گیا ہے - جو کچھہ جی میں آے کیجیے' مگر رونق سخن و تالیف قلوب کیلیے یہ ضرور کہدیا کیجیے کہ اسلامی روایات کی تازگی و تجدید مقصود ہے - کیونکہ جو کچھہ آپ کرتے ہیں صرف بیچارے اسلام ہی کیلیے کرتے ہیں' ورنہ آپ کو اِن ہنگاموں سے کیا تعلق ؟

دریغا آبروے دیرگر غالب مسلماں شد !

(۲) اس سوال کو میں نہ سمجھا اور جواب سوال کی صورت پر موقوف ہے - کانپور میں کوئی مسجد تو بن نہیں رہی ہے' جسکی تعمیر کیلیے رندیں نے چندہ دیا ہو - آپ اپنا مقصد صاف صاف ظاہر کریں تو جواب عرض کروں -

(۳) ہرگز نہیں - اسلام ہر ایسے فعل کو جو لغو و لا حاصل ہو اور انسانی محنت و مال کو بغیر کسی نتیجہ کے ضائع کرے' معصیت قرار دیتا ہے - پس آتشبازی کا بنانا اور چھوڑنا' دونوں ناجائز ہے - جلسے منعقد کیجیے' مگر " اسلامی جلسہ " کا لقب صرف اُسی کو دیجیے' جو اپنے اندر اسلامی احکام و تعالیم کا نمونہ رکھتا ہو -

(۴) " قصداً چھپایا ہے " اسکا آپکو علم ہے - مجھے نہیں - نہ میں نے زمیندار کے مضامین پڑھے ہیں کہ قیاس سے کام لے سکوں - اگر اُس جلسے کا حال بھی ایڈیٹر صاحب زمیندار نے لکھا ہے جس میں طوائفوں نے نغمہ سرائی کی تھی' اور اسمیں اس واقعہ کو قصداً نظر انداز کر دیا ہے' تو یقینا یہ دیانت کے خلاف ہے -

آخر میں اتنا اور کہونگا کہ آپ نے ان سوالات میں غلط واقعات کو جس وثوق سے لکھا ہے' خواہ کیسے ہی فریقانہ غصہ اور ہیجان غضب کے عالم میں لکھا ہو' لیکن مسلمان کی شان سے بعید ہے -

مغرب سے طلوع افتاب کا پیش خیمہ

اسلام کی طرف مغرب کی بیداری

مصنفہ دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلی بی - اے - ایم - آئی - سی - آئی - ایف - ایس - ای - وغیرہ وغیرہ -

یہ قابل دید کتاب اس وقت لارڈ موصوف کے زیر تصنیف ہے - اور انشاء اللہ تعالی دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی کے اخیر تک شائع ہو جائیگی - اس کتاب میں ہمارے مکرم و محترم بھائی لارڈ موصوف ان امور کو مفصل بیان کرینگے جنکی بنا پر آپ نے چالیس سال کے غور و خوض کے بعد اسلام کو مروجہ عیسایت پر ترجیح دی اور اسلام قبول کیا - اس کتاب میں مدلل طور پر دکھایا جائیگا کہ اہالیے بلاد غربیہ کے مناسب حال اسلام اور صرف اسلام ہی ہے - یہ یقیناً اس قابل ہوگی کہ ہر ایک انگریزی خواں کے ہاتھہ میں اسکا ایک ایک نسخہ ہو اور اس کثرت سے بلاد غربیہ میں تقسیم کی جاے کہ کوئی ملک اور شہر اس سے خالی نہ رہے - یہ جہاد اکبر ہے - موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینے سے بڑھکر اور کوئی دینی خدمت نہیں ہو سکتی - اس لیے ہمارے مسلمان بھائی اس کو خود بھی خریدیں اور اس کی زائد کاپیاں خرید کر اپنے احباب میں اور بلاد غربیہ میں براہ راست یا ہماری معرفت مفت تقسیم کریں - با وجود ظاہری اور باطنی خوبیوں کے اس کتاب کی قیمت محض کثرت اشاعت کی خاطر صرف ۱۲ - آنہ مقرر کی گئی ہے - یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی تک خریداری کی درخواستیں بنام شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ڈیر ہوس لاہور روانہ کردیں - تاکہ شیخ صاحب دسمبر کے اول ہفتہ میں مجھے اطلاع دے سکیں کہ اندازاً کتاب کا پہلا ایڈیشن تعداد میں کس قدر چھاپا جاوے ؟

نوٹ: اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی میری طرف سے شائع ہوگا - جس کی قیمت ۱۲ آنے ہوگی - اس کے لیے بھی درخواستیں بھیجیے -

برادران ! یہ وقت ہے کہ آپ چند پیسوں کے بدلے ہزارہا بنی نوع انسان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے ہیں - اللہ تعالی نے آپکو خدمت اسلام کا موقعہ دیا ہے -

الراقم - خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو امام مسجد - ووکنگ از (انگلینڈ)

المراسلة والمناظرة

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم !!

اتفاق كي ضرورت

اهل تسنن و تشيع ميں

(از جناب مولوي خادم حسين صاحب بهيروي)

(۲)

(۳) " بني اميه كے مظالم كے ذمه دار خلفاء راشدين هيں كيونكه انهوں نے هي انكو اقتدار بخشا - اور اسي واسطے حضرات شيعه خلفاء هي كو باني جفا خيال كرنے پر مجبور هوگئے - يهاں تک كه كها گيا : قتل الحسين يوم السقيفه "

آپ نے بجا فرمايا هے - بے شک حضرات شيعه نے بقول آپ كے ايسا خيال كرلينے ميں افراط سے كام ليا هے - اسطرح كا خيال ركهنے والوں كو ٹهنڈے دل سے سوچنا چاهيے كه خود بني اميه بهي قريش تهے - شيخين رضي الله عنهما سے بهت زياده رسول (صلعم) كے قريبي تهے - آل سفيان كے ساتهه سب سے پہلے بعد از بعثت جناب رسالت مآب صلى الله عليه و آله و سلم نے قرابت كي درخواست فرما كرام حبيبه سے شادي كي - بتوسط نجاشي جب كه وه حبشه ميں تهيں - (تفسير عمدة البيان عمار علی ۳۲۶ - و تفسير صافي ۳۱۰ سورہ ممتحنه) امير معاويه آنحضرت كا رسائل نويس و كاتب تها (تذكرة الائمه مجلسی ۲۴) بے شک خلفاء راشدين نے آل سفيان كو شام كا حاكم بنايا ' مگر اُن كو كيا علم تها كه آئنده كيا هوگا ؟

وه نه معصوم تهے نه عالم ما كان و ما سيكون - نه انكو اسم اعظم كے پورے بہتر حروف كا علم تها - نه اُن كے پاس انگشتري سليمان تهي نه عصاے موسى وغيره آثار و تبركات انبياء - تعجب تو جناب علي و امام حسن و ديگر ائمه عليهم السلام كے طرز عمل پر هے كه باوجود ان سب كمالات پر حاوي هونے كے ' امير معاويه وغيره كے مقابله ميں عاجز رهے اور كما حقه اُسكي سركوبي نه كرسكے - پهر زياد جيسے شيعوں كا هلاكو كهنا چاهيے ' اُسے جناب علي نے كوفه و بصره كا گورنر مقرر فرما ديا تها - (ناسخ التواريخ جلد ششم كتاب دوم مطبوعه ايران ۴۲) اسي كا بيٹا ابن زياد تها -

يه بهي ياد ركهنا چاهيے كه خلفاے راشدين اگر بني اُميه كي حكومت و اقتدار كا باعث هوے هيں تو خود شيعيان كوفه وغيره بهي بني عباس كي خلافت كے باني تهے - جن كے مظالم سادات پر بقول مجلسي بني اُميه سے بهي بڑهه كر هيں :

" نكتهٔ عجيبے دارم از بني عباس كه قرابت ايشان نسبت باهلبيت رسالت از بني اُميه بيشتر بود و اذيت و آزار و عداوت ايشان بائمهٔ معصومين هم زياده تر بود " (تذكرة الائمه - ۱۱۸)

يعني بني عباس كي نسبت ايک عجيب نكته كهوں كه بني اُميه كي نسبت وه اهلبيت رسالت سے زياده تر قريبي تهے ليكن ساتهه هي ائمهٔ معصومين كے ساتهه انكي عداوت اور جور و جفا بهي اُن سے بڑهكر تهي -

(۴) انقلاب زمانه كا انديشه -

آپ نے لكها هے كه " شيعه ڈرتے هيں - كهيں پهر اهلسنت بر سر حكومت نه هو جائيں اور هم بدستور اسير پنجهٔ ظلم و ستم ' خدا خدا كركے گورنمنٹ انگريزي كي حكومت ميں جو آزادي پائي هے اس سے پهر محروم هو جائيں گے "

ايسے خوف كهانے والوں كو آپ مهرباني كركے ذهن نشين فرماديں كه عزيزان من ! كوئي واقعه ايسا نهيں هے جس ميں كم و بيش مبالغه نه هوا هو ' اور پهر جس كا كه حسب دلخواه انتقام بهي نه لے ليا گيا هو - اگر كچهه كسر رو گئي هے تو اُسے بهي حضرت صاحب الزمان عليه السلام ضرور و زمانه رجعت ميں پورا كرديں گے جبكه تمام روئے زمين پر صرف شيعوں هي كي حكومت هوگي - اُس وقت جيسي كچهه سنيوں كي حالت هوني هے وه محتاج بيان نهيں - ملا باقر مجلسي فرماتے هيں كه كفار سے بهي پيشتر سنيوں كا صفايا كيا جاے گا !!

" وقتيكه قائم ظاهر مي شود ' پيش از كفار ابتدا به سنياں خواهد كرد با علمائے ايشاں ' و ايشاں را خواهد كشت (حق اليقين فصل ۱۸) -

پس شيعوں كي طرح اگر سني بهي گذشته اور آينده كے حالات پر قياس كرے موجوده نسل كے ساتهه اتفاق و اتحاد ميں تساهل و تامل كرنے لگ جائيں تو جمعيت اسلام كا كيا حشر هو ؟

اس قسم كے دور از قياس اوهام كسي طرح بهي قابل توجه اور همارے باهمي اتحاد ميں سد راه نهيں هو سكتے -

(۵) " خلفائے راشدين كو چهوڑ كر جس كسي پر شيعه تبرا كريں - اهلسنت بهي كريں "

جناب شيخ صاحب ! آپ نے خود صاف الفاظ ميں ظاهر فرما ديا هے كه اس منحوس رسم كے باني بني اميه هوئے - اور اگر وه ابتدا نه كرتے تو دنيا ميں تبرے كا وجود هي نه هوتا - پس گذارش هے كه اس وقت نه تو بني اميه موجود هيں نه جناب علي عليه السلام اور نه انكي اولاد امجاد پر كوئي تبرا كهتا هے - پهر آپ تبرے كے بدستور جاري ركهنے پر كس كي تقليد كررهے هيں ؟ جناب علي كي يا بني اميه كي ؟

پهر خلفاے راشدين كے سوا حضرات شيعه بعض ازواج مطهرات سے بهي ناراض هيں اور انكو خطاب هائے نا صواب سے ياد كرتے هيں حالانكه خداوند كريم نے بلا تفريق احدے ' سب كو امهات المومنين فرمايا (و ازواجه امهاتهم : ۲۱ - ۱۷) اور پهر والدين كے بر خلاف اُف تک كرنيكي ممانعت هے (فلا تقل لهما اُف : ۱۵ - ۳)

پهر بهت سے مهاجرين و انصار سے بهي حضرات شيعه ناراض هيں اور اُن كے معائب و مطاعن كو ورد زباں ركهتے هيں ' حالانكه خداوند كريم جملہ مهاجرين و انصار كو مومن برحق فرماتا هے (اولئک هم المومنون حقا : ۱۰ - ۶)

اب مشكل يه هے كه اهلسنت خدا كي رضا مندي كو مقدم ركهيں يا برادران شيعه كي ؟ يهي رسم تبرا هے جو ابتک فريقين كے اتحاد ميں حائل هے اور اسي كے باعث شيعه مطعون بنے هوے هيں - ورنه دوسرے خاص معتقدات شيعه اس قدر موجب منافرت نهيں هوسكتے -

مثلاً ارسال اليدين كه مالكي بهي كرتے هيں' اور غسل رجلين کے بجائے مسح رجلين - يا جناب علي عليه السلام کا بعض خصوصيتوں كي وجه سے افضل الصحابه هونا وغيرہ وغيرہ -

پس اگر آپ سچے همدرد قوم و ملت هيں تو برائے خدا اس ياد گار بني اميه اور رسم منحوس تبرا كو قطعاً موقوف كرا ديں - هاں اس وقت ايک عملي تبرے كي سخت ضرورت هے نه كه زباني تبرے كي' اور وہ بهي برخلاف اُن غير مسلم اقوام کے' جن کے مظالم همارے مشاهدہ ميں آچكے هيں اور جنكي ساري همت اسلام كي تخريب كيليے وقف هو چكي هے -

(٦) " شمول تعزيه داري امام مظلوم عليه السلام - شيعوں کے دل ميں هندؤں كي محبت جا گزيں هو رهي هے - كيونكه راجے مہاراجے اور ادني و اعلى اهل هنود تعزيه داري ميں شيعوں کے ساتھه حد درجه كی دلچسپی لے رهے هيں "

جناب شيخ صاحب ! اهلسنت اگر شيعوں کے ساتھه تعزيه داري امام ميں شامل نہيں هوتے تو ضرور اس کے كئي بواعث هيں جو آپ جيسے محققين سے مخفي نہيں هونے چاهييں - مثلاً يه كه مذهباً وہ اسكو بدعت اور خلاف اصول اسلام سمجهتے هيں - ليكن اس عدم شمول كا نتيجه يه نكالنا كه اهلسنت كو اس غم كا كوئي احساس نہيں' كمال بے انصافي هے -

اهلسنت کے مشہور و معروف علما و واعظين اور شعرا كي كتابيں نہايت موثر پيرائے ميں واقعات كربلا پر تقريباً هر زمانه ميں لكهي گئي هيں - روضة الشهداء ملا حسين واعظ كاشفی هي كو ديكهيے - يه اسي كتاب کے قبول عام كا نتيجه هے كه تمام ايران و افغانستان ميں عام طور پر مرثيه خوانوں كو " روضه " خواں اور مرثيه خواني كو " روضه خواني " كهتے هيں - دوسري كتاب سر الشهادتين شاہ عبد العزيز صاحب رحمة الله عليه دهلوي كي هے - حال ميں ايک كتاب ياد گار حسين تاليف خان بهادر مرزا سلطان احمد صاحب شائع هوئي هے - جو بڑے استحسان کے ساتھه اكتوبر اور نومبر کے رساله البرهان ميں دو بارہ چهپي هے -

پهر جهلاء اهلسنت بعض شهروں ميں شيعوں سے بهي بڑهكر تعزيے بناتے اور سبيليں لگاتے هيں - عام اهلسنت کے عدم شمول كا باعث زيادہ تر تبرے كي بهي رسم هے - تعزيه داري کے پردہ ميں بهي اكثر تبرا بازي هوتي هے - شروع مجلس ميں نہيں تو آخر مجلس ميں - پهلي محرم كو نہيں تو ساتويں كو حاضري عباس کے موقعه پر -

آپ نے هندؤں كي دلچسپي كا ذكر بكمال مبالغه فرمايا هے - هميں تو معلوم نہيں كه وہ راجے مہاراجے اور عام هندو كہاں رهتے هيں جو تعزيه داري ميں شيعوں كا ساتھه ديتے هيں - كيا يه وهي قوم نہيں هے جنكو حضرات شيعه مشرک كي بنا پر نجس جانكر ان کے هاتھه كي بنائي هوئي كوئي چيز بهي نہيں كهاتے ؟

اصل يه هے كه اس وقت تو خود اسلام كی تعزيه داري درپيش هے - اعتقاد اسلام و توحيد معرض خطر ميں هے - امام حسين عليه السلام كي نسبت كہا جاتا هے كه صرف اسلام کے بچانے كی خاطر جان دي تهي - اب پهر وهي بلكه اس سے زيادہ خطرہ عظيم درپيش هے - بہتر هو كه سب ملكر امام حسين کے اصل مقصد كو پورا كريں -

(۷) " ناصبيوں كو نكال دينا "

آخر مضمون ميں شيخ صاحب نے هدايت دی هے كه اهلسنت اپنے ميں سے ناصبيوں كو نكال ديں - كاش وہ ناصبی کے معنے خود هی بتلا ديتے تا كه اهلسنت كو تعميل ارشاد ميں آساني هوتی - يه اس ليے عرض كيا گيا هے كه حضرات شيعه کے هاں ناصبي کے معنوں ميں بهي اختلاف هے -

مثلاً بعض کے نزديک كل مخالفين تشيع ناصبي هيں - بعض كهتے هيں كه دشمن اهلبيت ناصبي هے - بعض نے كہا هے كه جو مذهب شيعه كا مخالف هو وهي ناصبي هے - اس آخري معني كو ترجيح دي گئي هے - (ملاحظه هو اساس الاصول سيد دلدار علي صاحب ۲۲۳ مطبوعه لكهنؤ سنه ۱۲۶۴ ھ) -

ليكن اس كا كيا علاج كه جس خرابي كو آپ اهلسنت سے دور كرنا چاهتے هيں' حضرات شيعه اُس ميں زيادہ تر مبتلا هيں - ائمۂ اهلبيت عليهم السلام كي چند احاديث ملاحظه هوں :

(۱) ان من الشيعة بعدنا منهم شر من النصاب (كتاب رجال كشي مطبوعه بمبئي : ۲۸٦)	يعنے همارے شيعوں ميں ناصبيوں سے بهی بد تر هيں -
(۲) وما احد اعدي لنا من من ينتحل مودتنا (رجال كشي : ۱۹۸)	جو لوگ جهوٹ موٹ هماري محبت کے مدعي هيں اُن سے بڑهكر همارا كوئي دشمن نہيں -
(۳) ما انزل الله سبحانه آية في المنافقين الا وهي فی ماينتحل التشيع (رجال كشي : ۱۹۳)	خدانے كوئي آيت منافقين کے حق ميں نازل نہيں فرمائي مگر وہ عائد هوتي هے هر اُس شخص پر جو جهوٹ شيعه هونے كا دعویٰ كرے -

ان سے بهي بڑهكر ايک قول ملاحظه هو :

" ان المومنين لقليل و ان اهل الكفر كثير - بدرستيكه مومن حقيقي هر آينده كم است و بدرستيكه اهل كفر كه اظهار تشيع مي كنند' هر آينده بسيار است (صافي شرح كافي باب قلت عدد المومنين - ۵۸ مطبوعه لكهنو) يعنے در حقيقت مومن تهوڑے هيں اور براے نام مومن كه اظهار تشيع كرتے هيں زيادہ هيں -

(خاتمه)

ان معروضات سے واضح هوگيا هوگا كه اتحاد فريقين كيليے در اصل كن مساعي كي ضرورت هے اور اگر راہ حق و عدالة اختيار كي جاے اور اسلام کے موجودہ مصائب كا صحيح احساس هو' تو تمام غلط فهمياں دور هوسكتي هيں اور كلمۂ توحيد کے پيرو حفظ كلمۂ اسلام كيليے متحد و متفق هوسكتے هيں -

ساتھه هي اخوان اهلسنت كی خدمت ميں بهي گذارش هے كه برادران شيعه کے ساتھه محض بر بناے اختلاف مذهب' بد سلوكي يا دل آزاري روا نه ركهيں - ايسا كرنا نه صرف شان اهلسنت کے برخلاف بلكه تعليم اسلام کے بهي مخالف هے - جہاں تک ممكن هو اُن سے حسن سلوک قائم ركهو - بعض باتوں ميں اُنسے اختلاف ركهتے هو تو لازم هے كه عقلمندي اور فراخ حوصلگي سے اختلاف كو برداشت كرو - كيا اهل سنت کے اندر بيسيوں بلكه سيكڑوں مسائل مختلف فيه نہيں هيں ؟

هميں انكي امداد و خبر گيري ميں بهي سرد مهري نہيں دكهلانا چاهيے كه بهرحال وہ هم هي ميں سے اور همارے هي هيں - بہت سے قومي كاموں ميں ان کے متمول رؤسا كافي حصه ليتے هيں اور تميز سني و شيعه نہيں كرتے - اگر وہ نماز پڑهنا چاهيں اور پاؤں كو مسح كرايں كو اونے دو - هاتھه چهوڑ كر نماز پڑهيں تو تعجب نه كرو - يه اختلافات وحدۃ كلمه كيليے موجب تفريق و تشتت نہيں هوسكتي والعاقد العمين -

مراسلات

" مصالحۂ " مسئلۂ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ

(۳)

(۱۰) مولانا عبدالباري اور راجہ صاحب محمود آباد کے مساعئ جمیلہ کا همیں انکار نہیں - جو کچھہ اونہوں نے اس بارے میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کیا ہے اوسکے لیے وہ بیشک شکریہ کے مستحق هیں - معاملہ مسجد میں تسلیم کرتا هوں کہ اونکي نیک نیتي پر شبہہ کرنا کسي طرح جائز نہیں - لیکن گفتگو نیت پر نہیں ہے بلکہ اوسکے نتیجہ پر ہے - اور اس لیے اوس نتیجہ پر گفتگو کرنیکا هر شخص کو حق هونا چاهیے - راجہ صاحب سے صرف یہ استفسار کا محق ہے کہ اونہوں نے تمام علما میں سے صرف مولانا عبد الباري هي کو کیوں منتخب فرمایا ' جب کہ اس سے پہلے وہ مسجد کے معاملہ میں بالکل یکسو رہے تھے ؟ بلکہ خود مولانا هي کي تحریر کے موافق اونکو پہلے اوس دالان کے جزو مسجد هونے میں بھي شبہہ تھا - مولاناے مخدوم سے یہ سوال ہے کہ ایسے نازک مسئلہ میں انہوں نے صرف اپنے اوپر کیوں اعتماد کیا ؟ پہلي راے سے بعض کو خبر بھي دیگئي لیکن اخري صورت میں تو کسي سے کچھہ بھي نہ پوچھا گیا بلکہ اول صورت میں بھي جس طرح مشورہ هونا تھا ' نہ هوا -

(۱۱) آخر میں چاهتا هوں کہ نفس مسئلہ کي نسبت بھي کچھہ عرض کرکے یہ بتلانیکي کوشش کروں کہ مولانا کو کن وجوہ سے شبہہ هوا ہے اور وہ دلائل کہاں تک زور دار هیں ؟ مولانا کو جس عبارت نے مغالطہ دیا ' غالباً وہ یہ عبارت ہے جو در مختار کے کتاب الوقف میں موجود ہے :

جعل شيئ اي جعل الباني شيئـا من الطـريق مسجداً لضيقه و لم يضر بالمارين' جاز' لانـهمـا للمسلمين كعكسـه اي جواز عكسه ' و هو ما اذا جعـل في المسجـد ممـر لـتعـارف اهل الامصـار في الجوامع (در مختـار جلد- ۳ : ۴۱۹)

" باني مسجد اگر کچھہ حصہ راہ سے لیکر شامل مسجد کردے اسلیے کہ مسجد تنگ ہے اور راستہ چلنے کیلیے کچھہ مضر نہ هو' تو یہ جائز ہے ' کیونکہ دونوں هي چیزیں مسلمانوں کي هیں - اور اسکا عکس بھي جائز ہے یعني مسجد کو گذر گاہ بنا دیا جاے جیسا کہ شہروں کي جامع مسجدوں میں رواج ہے "

مولانا نے اگر اسي سے استدلال فرمایا ہے جیسا ظاهراً معلوم هوتا ہے ' تو اسمیں چند امور غور طلب هیں :

(الف) اسیکے آگے یہ عبارت بھي ہے :

کمـا جاز جعـل الامـام الطريق مسجد الا عكسه لجوازا الصلـوة في الطـريـق لا المـرور فـی المسجد

" جیسے یہ جائز ہے کہ پادشاہ و حاکم راستہ کو مسجد میں شامل کردے لیکن حاکم کو اسکے خلاف کرنا یعنے مسجد کے حصہ کو راستہ میں شامل کرنا درست نہیں ہے - اسکي وجہ یہ ہے کہ راستہ میں نماز ادا هوسکتي ہے اور مسجد میں گزرنا کسیطرح درست نہیں ہے "

اب مولانا فرمائیں کہ موجودہ صورت مسجد میں اول عبارت سے استدلال کرنا مناسب ہے یا آخر عبارت سے ؟ میري حیرت کي انتہا نہیں رهتي جب میں دیکھتا هوں کہ یہاں اول عبارت پر لحاظ کرکے اخر عبارت سے اغماض کیا جاتا ہے ! یہاں پادشاہ وقت سڑک میں حصہ مسجد کو شامل کرتا ہے یا باني مسجد ؟

(ب) در حقیقت یہ مسئلہ بھي متفق علیہ نہیں ہے بلکہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کر دینے کي نسبت فقہا نے اختلاف کیا ہے :

قلت ان المصنف قد تابع صاحب الـدرر مع انه في جامع الفصوليـن نقـل اولا جعـل شيئا من المسجد طريقا و من الطريق مسجدا جاز' ثم رمز لكتاب اخر لوجعل الطريق مسجدا يجوز لا اجعل المسجد طريقـا لانه لايجـوز الصلاة في الطريق فجاز جعله مسجدا و لا يجوز المرور في المسجد فلم يجز جعله طريقا - ولا يخفـي ان المتبـادر انهما قولان في جعل المسجد طريقا بقرينة التعليل المذكور- و يويده ما في التتـار خانية عن فتاوى ابي الليث و ان اراد اهل المحله ان يجعلوا شيئـا من المسجد طريقـا للمسلمين فقـد قيل ليس لهم ذلك و انه صحيح ثم نقل عن العتابيـة عن خواهر زاده اذا كان الطـريق ضيقـا و المسجد واسعا' لا يحتاجون الى بعضه تجوز الزيادة في الطـريـق من المسجد لان كلها لعامة (در المختار مجلد ۳ صفحه ۴۲۰)

" میں کہتا هوں کہ یہاں مصنف نے صاحب درر کے اتباع سے ایسا کہدیا باقي جامع الفصولین میں اسطرح نقل کیا ہے کہ پہلے تو مسجد کے حصہ کو راستہ میں شامل کرنا اور راستہ کو مسجد میں شامل کرنا دونوں درست بتلائے هیں - پھر دوسري کتاب کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ راستہ کو مسجد میں شامل کردیا جاوے تو درست ہے اور مسجد کو راستہ میں شامل کرنا درست نہیں اسلیے کہ راستہ کو راستہ رکھکر نماز پڑھنا درست نہیں تو اسکو مسجد میں شامل کرنیکے بغیر چارہ نہیں - اور چونکہ مسجد میں گذرنا درست نہیں ہے تو اگر راستہ میں شامل کر دیا جاوے تب بھي درست نہ هوگا - اس سے صاف متبادر هوتا ہے کہ مسجد کو راستہ بنانے کے دو قولوں میں جو علت بیان کی گئي ہے اوس سے بھي اسیکي تائید هوتي ہے - تتار خانیہ میں فتاواى ابي اللیث سے جو کچھہ نقل کیا ہے اوس سے بھي اسکي تائید هوتي ہے - اوسمیں لکھا ہے کہ اگر اهل محلہ مسجد کے کسي حصہ کو مسلمانوں کے گذرنے کے لیے راستہ بنا دیں تو اوسمیں اختلاف ہے - بعض فقہا نے کہا ہے کہ نا جائز ہے اور یہي صحیح ہے - پھر عتابیہ کي عبارت نقل کي ہے جہاں خواهر زادہ سے منقول ہے کہ اگر راستہ تنگ هو اور مسجد ایسي وسیع هو کہ ایک حصہ کي ضرورت هي نہ پڑتي هو تو ایسي صورت میں راہ میں کچھہ حصہ مسجد کا شامل کرنا درست ہے کیونکہ دونوں چیزوں میں سب کا حق ہے "

جب کہ مسئلہ مختلف فیہ تھا تو دونوں قولوں پر غور کرنا چاھیے تھا - اور یہ دیکھنا تھا کہ کسکي دلیل قوي ھے ؟ کون قول صحیح ھے ؟ بغیر غور و مشورہ کے ایسے اھم مسئلہ میں فتوی دینے کي جرات نا مناسب تھي -

اگر مجھے اجازت دیجاوے تو میں بلا خوف تردید اس کہنے کي جرات کرتا ھوں کہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کرنیکا جن فقہا نے فتوی دیا ھے' وہ دلائل کے لحاظ سے کمزور ھے کیونکہ اسکے لیے فقہا نے صرف دو دلیلیں بیان کي ھیں :

(١) دونوں چیزیں پبلک کي ھیں اسلیے ایک کو دوسرے میں شامل کرنا درست ھے -

(٢) صاحب در مختار نے اسکے علاوہ اس دلیل کا اور اضافہ کیا ھے کہ شہروں کي جامع مسجدوں میں اسکا دستور اور رواج ھے ' پہلي دلیل کي کمزوري ظاھر ھے' اسلیے کہ پبلک کي دونوں چیزیں ھونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کو دوسرے میں شامل کردینا بھي درست ھو- اوقاف کے مسائل پر جسکو ادنے اطلاع بھي ھوگي ' اسکو معلوم ھوگا کہ جو چیزیں جس کام کے لیے وقف ھوں' اونکا دوسري طرح سے استعمال کرنا کسیطرح درست نہیں ھے - ایک مسجد کے ملبہ کو دوسري مسجد کي تعمیر کے لیے منتقل کرنا ممنوع ھے اور سیکروں اسکے نظائر موجود ھیں - یہاں تک کہ لکھا ھے کہ شرائط الواقف کنص الشارع - یعنے واقف کي شرائط تبدیل و تغیر قبول نہ کرنے میں نصوص شرعیہ کے مشابہ ھیں - علامہ شامي لکھتے ھیں .

لا نعلم ذلك في جوامعنا - نعم تعارف الناس المرور في مسجد له بابان • • • نعم یوجد في اطراف صحن الجوامع رواقات مسقوفة للمشي في وقت المطر ونحوه لاجل الصلواة وللخروج من الجامع لا لمرور المارین مطلقا کالطریق العام ' فمن کان له حاجة الي المرور في المسجد یمر في ذلك الموضع فقط لیکون بعیداً عن المصلین ولیکون اعظم حرمة لمحل الصلاة - اھ

" ھمکو تو اپنے جامع مسجدوں میں کہیں اسکا پتہ نہیں لگتا - لوگوں نے اون مسجدوں میں جنکے دو دروازے ھوتے ھیں' گذرنے کا رواج قائم کرلیا ھے •••• ھاں جامع مسجدوں کے صحن کے کناروں میں مسقف رواق بنا دیے ھیں تاکہ بارش وغیرہ کے وقت اوسمیں سے گذر سکیں لیکن صرف اسلیے کہ نماز پڑھنے آویں یا مسجد سے باھر جاویں' نہ کہ ھرکس و ناکس کے گذرنے کے ایسے عام راستہ کیطرح ھیں - جسکو مسجد میں چلنے کي ضرورت پیش آتي ھے وہ اس جگہ سے ھوکر گذر جاتا ھے - اس سے یہ فائدہ ھے کہ نماز پڑھنے والوں سے گذرنے والا دور رھتا ھے نیز خاص نماز کي جگہ کي حرمت بھي برقرار رھتی ھے "

جب کہ دلائل ایسے کمزور تھے تو فقہا کے اس قاعدہ پر عمل کرنا چاھیے تھا کہ : لا یجوز العدول عن الدرایة اذا وافقتها روایة (دلیل سے عدول کرنا درست نہیں بشرطیکہ کوئي روایت بھي اسکے موافق ھو)

(ج) فتاوي ابي اللیث تتار خانیہ میں جو اختلاف نقل کیا ھے' اوسمیں عدم جواز کے قول کو صحیح کہا ھے - پس اوسکے خلاف فتوي دینا کہاں تک مناسب تھا ؟

(د) فتح القدیر میں جواز کے ساتھہ یہ قید بڑھالي ھے : وھذا عند الاحتیاج کما قیدہ في الفتح - شامي کي پہلے عبارت سے بھي معلوم ھوگیا ھے کہ جسنے فتوے دیا ھے وہ صرف اسوقت کیلیے کہ راستہ تنگ ھو - مسجد کا حصہ فاضل پڑا ھو - آیا یہاں بھي وھي صورت تھي ؟ صرف اسي پر غور کرلینا کافی تھا !

(ہ) اسیکے ساتھہ در مختار میں لکھا ھے :

وجاز لکل احد ان یمر فیه حتی الکافر ' الا الجنب والحائض والدواب (زیلعي)

ھر ایک کو اوس زمین میں گذرنا جائز ھے حتی کہ کافر تک گذر سکتا ھے' لیکن جنبي' حائض' اور چارپایے نہیں گذر سکتے -

معلوم نہیں مولانا نے اسکي نسبت کیا انتظام سونچا ؟

(و) جن لوگوں نے گذر گاہ بنانیکي اجازت دي ھے' اونکا مقصد جوکچھہ میں سمجھا ھوں' عرض کرتا ھوں - ممکن ھے کہ بعض علما اوسکے ساتھہ اتفاق نہ کریں - پہلے بطور تمہید یہ سمجھہ لینا چاھیے کہ تمام فقہا نے مسجدوں میں راستہ چلنے کے لیے گذرنیکي ممانعت کي ھے اور اسکو مسجد کے احترام کے خلاف سمجھا ھے - اوسکے بعد دیکھا گیا کہ بعض بعض مسجدیں بہت بڑي ھیں' اگر اونمیں سے گذرنے کي ممانعت کیجاویگي تو حرج ھوگا - اسلیے بعض فقہا نے آساني کے لیے حکم دیا کہ مسجد کے صحن کے کنارے ایک مختصر راستہ لوگوں کے گذرنے کے لیے بنا دیا جاوے تاکہ نمازي اور غیر نمازي دونوں اوسپر سے گذر سکیں اور لوگوں کو آسانی رھے -. یہ مطلب نہ تھا کہ مسجد کے کسي حصہ کو منہدم کرکے اوسکو راستہ میں شامل کردیا جاوے -

اس مطلب کے لیے میرے پاس متعدد وجوہ و قرائن ھیں :

(١) جہاں مسجد میں گذرنے کو منع کیا ھے وھاں کے الفاظ یہ ھیں : یکرہ ان یتخذ المسجد طریقا (بحر) و اتخاذہ طریقاً - جہاں راستہ بنانیکي اجازت دي وھاں کے الفاظ یہ ھیں : جعل المسجد طریقا -

عربي زبان میں جعل اور اتخاذ کے لفظ میں کوئي فرق ھے یا نہیں ؟

(٢) در مختار میں " لعکسه " کي شرح میں یہ الفاظ ھیں : اذا جعل في المسجد ممراً - ممر کا ترجمہ گذر گاہ ھے نہ کہ سڑک یا پبلک روڈ - اسلیے میرے معني کي تائید صاف ھے -

(٣) علامہ شامي نے "لتعارف اھل الامصار" پر جو حاشیہ لکھا ھے : نعم تعارف الناس المرور - الخ - اوسکو غور سے پڑھیے - یہ بالکل وھي صورت ھے جو میں سمجھا ھوں -

(٤) اوسکي حرمت مثل مسجد کے ھے - حائضہ اور جنبي کا گذرنا ناجائز ھے - دواب کا لیجانا نا درست ھے - اگر مسجد کے کسي حصہ کو بالکل پبلک روڈ کر دیا جاوے تو اسمیں اسکي احتیاط کسطرح ممکن ھوگي ؟ اسلیے یہي مطلب معلوم ھوتا ھے کہ ظاھري معنے مراد نہیں -

(٥) سب سے بڑھکر یہ کہ دلائل سے اسي معني کي تائید ھوتي ھے نہ کہ ظاھري معنے کي - اور اوسوقت فقہا کا اختلاف بھي ختم ھو جاتا ھے کہ جسنے ممانعت کي ھے تو اوسي وقت کي ھے ' جب اوسکو بالکل سڑک میں شامل کردیا جاوے اور مسجد کي حیثیت باقي نہ رھے - گذرنیکي شدید ضرورت کے وقت زمین لینے کي اجازت دیدي جائے تو مسجد میں شامل رکھکر البتہ گنجائش ھے -

سر دست مسئلہ کے متعلق اسي قدر عرض مطلب پر اکتفا کیجاتي ھے :

اند کے پیش تو گفتم غم دل ' ترسیدم
کہ تو آزردہ شوي ورنہ سخن بسیارست

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.